مبارکہ محل

حیدر قریشی

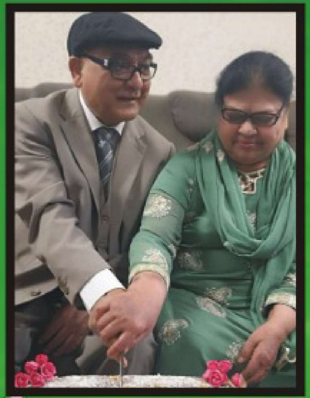

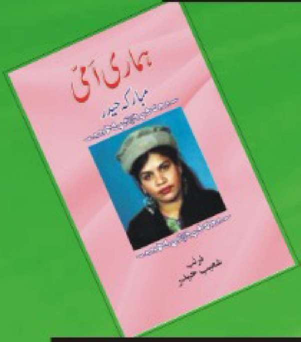

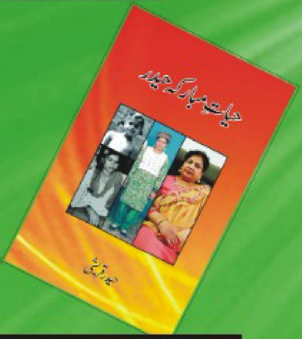

ہم خاک میں ملنے پہ بھی ناپید نہ ہوں گے
دنیا میں نہ ہوں گے تو کتابوں میں ملیں گے

مبارکہ محل

ذرا ٹھہر سنبھل کے آ، مبارکہ محل ہے یہ
چراغِ دل جلا ذرا مبارکہ محل ہے یہ
یہاں جو تو نے کہہ دیا تو اعتبار کر لیا
خدا کی تو قسم نہ کھا مبارکہ محل ہے یہ
تو آ کے میرے پاس بیٹھ، مسکرا کے بات کر
یہاں ہے کیوں بجھا بجھا مبارکہ محل ہے یہ
جو مجھ سے ملنا ہو اگر یہیں پہ پاؤ گے مجھے
یہی مرا اتا پتا مبارکہ محل ہے یہ
گلے لگا لیا تو پھر گِلے تمام ختم شد
تو کھل کے قہقہہ لگا مبارکہ محل ہے یہ
وفا و مہر کا مقام ہے یہاں کسی کو بھی
نہ دیجیے گا بد دعا مبارکہ محل ہے یہ
یہاں پہ ظلمتوں کا داخلہ منع نہیں مگر
تو مسکرا، دیا جلا مبارکہ محل ہے یہ

عبدالکریم قدسی، امریکہ

فوٹو 1

فوٹو 2

فوٹو 3

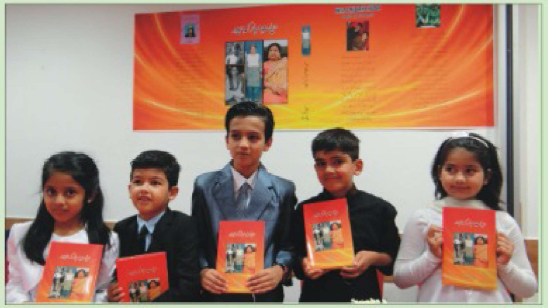

فوٹو 4

جَعَلَ لَکُم مِّن اَنفُسِکُم اَزوَاجًا (سورہ شوریٰ آیت ۱۱)

(اللہ نے) تمہاری جنس میں سے تمہارے لئے جوڑے بنائے

مبارکہ محل

مرتب

حیدر قریشی

سرور ادبی اکادمی، جرمنی

بہ تعاون

الوحید ادبی اکیڈمی خان پور

"Mubarika Mahal"(Mubarika Palace) wurde in Gedanken an die geliebte verstorbene Mubarika Haider geschrieben. Dies ist ein Familienbuch welches nur für die Familie und Freunde ausgestellt wurde. In Deutschland ist das Buch kostenlos erhältlich.
(Haider Qureshi)

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

MUBARIKA MAHAL
(Mubarika Palace)
Compiled BY: Haider Qureshi
Year of 1st Edition 2021

نام کتاب: مبارکہ محل

مرتب: حیدر قریشی

اشاعت: مارچ 2021ء

سرورق: ارشد خالد

اشاعت: حسام عدیل پرنٹرز۔رحیم یار خان

حیدر قریشی سے رابطہ کے لیے
E-mail
hqg786@gmail.com
WhatsApp
004915211950522

Published by
Sarwar Adabi Akademi
Haider Qureshi
Rossertstr.6,
Hattersheim, Germany

بہ تعاون

الوحید اَدبی اکیڈمی

سیٹلائٹ ٹاؤن، خان پور

رابطہ **0306-5210901** ٹیلی فون **068-5904354**

انتساب

مبارکہ کے نام

جب عشق کیا حیدرؔ معیار بنا ڈالا
اور ایسی محبت کی، دنیا میں سند کر دی

مبارکہ حیدر کے بارے میں مطبوعہ کتب

ہماری امی مبارکہ حیدر

مرتب: شعیب حیدر

حیاتِ مبارکہ حیدر

تصنیف وتالیف: حیدر قریشی

مبارکہ محل

مرتب: حیدر قریشی

ہم خاک میں ملنے پہ بھی ناپید نہ ہوں گے
دنیا میں نہ ہوں گے تو کتابوں میں ملیں گے
(پروفیسر ولی الحق انصاری)

سرورق اور اندرون سرورق کی تصاویر

سرورق

1-فرنٹ سرورق عکس ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' اور ''ہماری امی مبارکہ حیدر''

درمیان میں مبارکہ حیدر اور حیدر قریشی کی تصویر۔یہ 4 اپریل 2019ء کو شادی کی 48 ویں سالگرہ کی تصویر ہے جو ہماری زندگی کی شادی کی آخری سال گرہ کی تصویر ہے۔

2- بیک ٹائٹل۔۔ہم دونوں کی قبروں کا مشترکہ کتبہ (یہی مبارکہ محل ہے)

اندرون سرورق

مبارکہ حیدر یادگاری تقریب جرمنی منعقدہ 13 اکتوبر 2019ء کی چند تصاویر

فوٹو۔1: ڈائس پر طاہر عدیم۔۔۔اسٹیج پر دائیں سے :شعیب حیدر، Dr. med. Henning، حیدر قریشی، Dr. med. Ehrhardt، طارق محمود حیدر، عثمان حیدر

فوٹو۔2: جہاں زیب حیدر، طاہر عدیم، شعیب حیدر، Dr. med. Henning، حیدر قریشی، Dr. med. Ehrhardt، طارق محمود حیدر، عادل انور

فوٹو۔3: دائیں سے عنایہ کوثر، شیراز حیدر، شایان حیدر، ساحل انور، ثانیہ حیدر

فوٹو۔4: حیدر قریشی اور مبارکہ حیدر کے پانچوں بچے اپنے سارے بچوں سمیت

بیوی

اک رُوح کا قصہ ہے
میرے بدن ہی کا
جو گم شدہ حصہ ہے

فہرست

-1	پیش لفظ	حیدر قریشی	11

تقریب/تاثرات

-2	مبارکہ حیدر یادگاری تقریب	رپورٹ: حیدر قریشی	13
-3	پاکستان کی تصویر کا ایک رُخ یہ بھی ہے	شعیب حیدر	16
-4	تاثرات	عبداللہ جاوید	18
-5	تاثرات	شہناز خانم عابدی	19
-6	سب کا شکریہ	حیدر قریشی	20
-7	تاثرات	ڈاکٹر لڈمیلا، ڈاکٹر ریاض اکبر، حمیرا اطہر، نصرت جہاں،	22
-8		ڈاکٹر رضیہ حامد، ڈاکٹر رضیہ اسماعیل، ڈاکٹر خورشید اقبال، ڈاکٹر نواز کاوش	
-9	قلمی تاج محل	ڈاکٹر افسر اراہین	24

مضامین/دیگر

-10	''حیاتِ مبارکہ حیدر'' ایک تاثر	پروفیسر عبدالرب استاد	26
-11	''حیاتِ مبارکہ حیدر''	فرحت نواز	30
-12	حیاتِ مبارکہ حیدر یا ادبی تاج محل	ڈاکٹر عامر سہیل	33
-13	حیاتِ مبارکہ حیدر	احمد حسین مجاہد	35
-14	معتبر اور اہم رشتے کی توقیر	ڈاکٹر راحیلہ خورشید	38
-15	حیاتِ مبارکہ حیدر	خالد یزدانی	46
-16	حیاتِ مبارکہ حیدر	خالد یزدانی	48

-17	خصوصی نوٹ	خالد یزدانی	51
-18	مبارکہ محل (نثر)	عبدالکریم قدسی	52
-19	مبارکہ محل (نظم)	عبدالکریم قدسی	53
-20	مبارکہ حیدر، بہترین ہم سفر، بہترین شخصیت	نازیہ خلیل عباسی	54
-21	حیاتِ مبارکہ حیدر (حیدر قریشی کی یادداشتیں)	حمیرا اطہر	57
-22	ایک محبت، ایک معمہ	ڈاکٹر سید عارف مرشد	62
-23	سونی سونی ہے ہر اک راہگزر تیرے بعد	ڈاکٹر ریشا قمر	66
-24	''حیاتِ مبارکہ حیدر'' ایک تاثر	محمود اختر خان	71
-25	حیاتِ مبارکہ حیدر ایک تاثر	محمد اسحاق ساجد	74

پیش لفظ

میں نے ’’حیاتِ مبارکہ حیدر‘‘ میں ’’پسلی کی ٹیڑھ‘‘ کے دوسرے حصے میں اپنی کتاب کو قلمی تاج محل قرار دیا تھا۔ بعد ازاں دیگر احباب نے بھی بجا طور پر اسے ’’قلمی تاج محل‘‘ لکھا۔ اس دوران جناب عبدالکریم قدسی نے نظم و نثر میں ’’مبارکہ محل‘‘ کا عنوان لکھا تو یہ عنوان تاج محل کے حوالے سے ہونے کے ساتھ اپنے انفرادی عنوان کا موجب بھی بن گیا۔ چنانچہ پھر اس کتاب کا نام ہی ’’مبارکہ محل‘‘ طے کر لیا گیا۔

اردو دنیا میں نسائیت کے حوالے سے خواتین کے حقوق اور عزت و وقار اور محبت کی باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ مناسب ہے اور ایسا ہونا چاہئے۔ تاہم یہ تاریخ رقم ہو چکی ہے کہ اردو دنیا میں مبارکہ جیسی ایک عام گھریلو خاتون پر اپنے بچوں اور شوہر کی طرف سے تین کتابیں لکھے جانا اور اس طرح سے ان کی عزت، وقار اور ان سے محبت کا اظہار کرنا ریکارڈ پر آ چکا ہے۔ ایسی عزت اور ایسی محبت کی عام خواتین میں ایسی کوئی دوسری مثال موجود نہیں ہے۔ یہ ایسی روشن مثال ہے جسے خواتین کی بڑی این جی اوز اور بڑی بیگمات کے سامنے فخر کے ساتھ پیش کیا جا سکتا ہے۔ ایسا مقام ابھی تک کسی این جی او کی متحرک خواتین کو بھی نہیں ملا اور نہ ہی ادبی طور پر پیش پیش خواتین کو اپنے خاندان کی طرف سے ایسا مقام مل سکا ہے۔ مذکورہ تمام خواتین کو بھی یہ عزت و وقار کا مقام ملنا چاہئے۔ لیکن ایسا تب ہی ممکن ہوگا جب مذکورہ خواتین عام عورتوں کے حقوق اور عزت و محبت کے لئے دل سے تگ و دو کریں گی۔

’’حیاتِ مبارکہ حیدر‘‘ کی اشاعت کے بعد انڈیا، پاکستان اور مغربی ممالک کے پاکستانیوں کی طرف سے بڑے پیمانے پر پذیرائی ملی، خواتین کی طرف سے گھریلو خواتین کے لئے ایسی محبت اور عزت پر گہری خوشی کا اظہار کیا گیا۔ اس سارے کام کو رشک بھری نظروں سے دیکھا گیا اور توقع

کی گئی کہ اس عمل سے ہمارے معاشرے میں تدریجاً بہتری آئے گی۔ آتی جائے گی۔

بعض خواتین نے مجھ تک یہ بات پہنچائی کہ بہت ساری خواتین ہیں جنہوں نے اپنے رشتوں کے ساتھ محبت اور وفا کی۔ سسرال کی دل سے خدمت کی۔ بچوں کی پرورش میں اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھائیں۔ شوہر کا زندگی بھر ساتھ دیا۔ اس کے باوجود ان کی خدمات کا کوئی اعتراف نہیں کیا گیا۔ یقیناً ایسی خواتین قابلِ احترام ہیں۔ تاہم ایسی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے صلہ و ستائش سے بے نیاز ہونا بھی ضروری ہے۔ مبارکہ جب کارزارِ حیات میں میرا ساتھ نبھا رہی تھیں، اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہی تھیں، تب ہمارے درمیان ایسا کچھ بھی طے نہیں ہوا تھا کہ اس کے صلہ میں کتابیں لکھی جائیں گی اور مرتب کی جائیں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ کسی منصوبہ بندی کے بغیر از خود ہوتا چلا گیا ہے۔ اگر ایک روایت مستحکم ہو جائے تو پھر توقع کی جا سکتی ہے کہ آگے چل کر اس روایت کو فروغ ملنے لگے۔

بعض خواتین کا حسنِ ظن ہے کہ انہوں نے مبارکہ کے بارے میں لکھی گئی کتابوں کو میری خوبی قرار دے دیا۔ ان کے بقول یہ مبارکہ سے زیادہ میری خوبی ہے، میری اچھائی ہے۔ یہاں بھی میں یہی کہوں گا کہ میری یہ خوبی اور اچھائی سامنے آ ہی نہیں سکتی تھی جب تک کہ سامنے مبارکہ نہ ہوتی۔ سو اگر یہ خوبی ہے تو ہم دونوں کی مشترکہ خوبی ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہے۔ مبارکہ کے بارے میں میرے جذبات و احساسات میری زندگی بھر کا حاصل ہیں۔ میں یہ سب کچھ زندگی بھر لکھتا رہا ہوں، اب یہ سارا کچھ یک جا ہو کر سامنے آیا ہے اور اس کے سماجی اثرات بھی سامنے آئے ہیں تو مجھے مزید خوشی ہوئی ہے۔

ان تمام خواتین و حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری تحریروں پر اپنے ردِ عمل سے نوازا۔ معاشرتی مسائل کو اپنے اپنے زاویے سے دیکھا اور مجھے اپنے تاثرات سے نوازا۔ جن احباب نے مضامین، تبصروں اور تاثرات کے ذریعے اپنے خیالات سے آگاہ کیا، ان سب کا شکر گزار ہوں۔۔ امید کرتا ہوں کہ چراغ سے چراغ جلیں گے اور معتبر رشتوں کی روشنی پھیلتی جائے گی۔

حیدر قریشی

پاکستان کا مثبت رُخ

سرور ادبی اکادمی جرمنی کے زیرِ اہتمام

’’مبارکہ حیدر یادگاری تقریب‘‘ 13 اکتوبر 2019

رپورٹ: حیدر قریشی

حیدر قریشی کی میزبانی میں سرور ادبی اکادمی جرمنی کے زیرِ اہتمام 13 اکتوبر کو ’’مبارکہ حیدر یادگاری تقریب‘‘ ہوئی۔اسٹیج سیکریٹری کے فرائض طاہر عدیم صاحب نے انجام دیئے۔اس کا اعتراف شروع میں ہی کر لینا چاہیے کہ طاہر عدیم صاحب نے نہایت عمدگی کے ساتھ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ادا کیے۔مہمانِ خصوصی Frau Henning اور Dr. Gerd Ehrhardt تھے۔

مشہود کوثر کی تلاوت قرآنِ مجید مع اردو ترجمہ سے تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔احتشام کوثر نے تلاوت کی گئی آیات کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔پھر شعیب حیدر نے ’’مختصر تعارف مبارکہ حیدر‘‘ پیش کیا اور بطورِ خاص بتایا کہ پاکستان میں خواتین کے ساتھ ناروا سلوک ایک رُخ ہے، آج ہم پاکستان کا دوسرا اور مثبت رُخ دنیا کو دکھا رہے ہیں۔کم عمری میں شادی،طویل رفاقت اور وفات کے اڑھائی ماہ بعد ’’حیاتِ مبارکہ حیدر‘‘ مکمل کر لینا،کتاب کا چھپ جانا اور پھر آج کی تقریب۔۔۔یہ سب پاکستان کا دوسرا اور مثبت رُخ ہے۔گویا پاکستان کے لوگ ویسے بھی ہیں تو ایسے بھی ہیں۔ ماہ نور حیدر نے پہلے اس تعارف کا جرمن ترجمہ سنایا۔پھر ماہ نور حیدر نے Frau Henning اور Dr. Gerd Ehrhardt کا تعارف کراتے ہوئے مبارکہ حیدر اور ان کی فیملی کے ساتھ ان کی خدمات کا ذکر کیا اور انہیں خوش آمدید کہا۔بعد ازاں دونوں جرمن شخصیات نے اپنے

خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مبارکہ حیدر کے حوالے سے چند باتیں کیں اور کتاب چھپنے سے تقریب ہونے تک ساری سرگرمی پر خوشی کا اظہار کیا۔

مہمانوں کے بعد طارق محمود حیدر نے اپنی یادوں سے چند اقتباس پڑھ کر سنائے اور طوبیٰ حیدر نے اس کا جرمن ترجمہ سنایا۔پھر طاہر عدیم صاحب نے اپنی نظم ’’تیرے بعد‘‘ سنائی اور جہاں زیب حیدر نے اس کا جرمن ترجمہ سنایا۔ان کے بعد عثمان حیدر نے ماں کی یاد کے حوالے سے چند گیت پیش کیے۔بعد ازاں درِثمین انور نے اپنی یادوں سے اقتباس سنانے کے ساتھ ان کا جرمن ترجمہ بھی سنایا۔مبارکہ کے دو چھوٹے پوتوں شایان حیدر اور شیراز حیدر نے جرمن زبان میں ’’دادو کی یاد میں‘‘ نظم سنائی۔

کینیڈا سے عبداللہ جاوید اور شہناز خانم عابدی نے بطورِ خاص اپنے تاثرات بھجوائے تھے جو تقریب سے ایک دن پہلے ملے تھے۔اسٹیج سیکریٹری طاہر عدیم صاحب نے دونوں کے پُرخلوص تاثرات پڑھ کر سنائے۔

عثمان حیدر نے اپنی یادوں کے چند اقتباس سنانے تھے لیکن عین وقت پر وہ ہال میں موجود نہیں تھے، چنانچہ پھر جہاں زیب حیدر نے ان کے اقتباسات کا جرمن ترجمہ پڑھ کر سنا دیا۔ان کے بعد رضوانہ کوثر نے ماں سے متعلق اپنی یادوں کے اقتباس سنانا شروع کیے لیکن دو تین جملوں کے بعد ہی وہ بہت زیادہ جذباتی ہو گئیں، چنانچہ پھر نزہت طارق نے ان کے اقتباسات کا جرمن ترجمہ سنایا۔آخر میں حیدر قریشی نے بتایا کہ مبارکہ پر کتاب مرتب کرنے اور اسے چھپوانے سے لے کر آج کی یادگاری تقریب تک سارے مراحل کسی پیشگی منصوبے کے بغیر ہوتے چلے گئے ہیں اور یہ سب خدا کی طرف سے توفیق ملتی گئی ہے اور یہ سب ہوتا گیا ہے۔حیدر قریشی نے اپنے والد مرحوم قریشی غلام سرور صاحب کے اسمِ گرامی سے منسوب سرور ادبی اکادمی جرمنی کی 1998ء سے اب تک کی ادبی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ سارے اہم ادبی کام کسی بینڈ باجے کے بغیر کیے گئے۔سرور ادبی اکادمی جرمنی کی آج کی مبارکہ حیدر یادگاری تقریب کا بھی اباجی کے ان دو خوابوں کی تعبیر سے گہرا تعلق ہے جو 1951 کے آخر میں دیکھے گئے اور آج

2019 کی آخری سہ ماہی تک ادبی اور نسلی دونوں رنگ میں پوری شان کے ساتھ پورے ہو چکے ہیں۔الحمدللہ۔ان تعبیروں کے ظاہر ہونے میں مبارکہ کا بے حد اہم اور مرکزی کردار ہے۔

حیدر قریشی نے سارے بچوں، بچوں کے بچوں، قریبی رشتہ داروں اور فیملی فرینڈز کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔اس شکریۂ احباب کا جرمن ترجمہ طوبیٰ حیدر نے پڑھ کر سنایا۔پھر مبارکہ کی مغفرت کے لیے دعا کی گئی۔یوں یہ مبارکہ حیدر یادگاری تقریب بھیگی پلکوں کے ساتھ مسکراتے ہوئے اختتام پذیر ہوئی۔تقریب کے بعد کھانے کا انتظام تھا۔

شعیب حیدر

پاکستان کی تصویر کا ایک رُخ یہ بھی ہے
(مختصر تعارف مبارکہ حیدر)

مبارکہ حیدر یکم جنوری 1956ء کو پیدا ہوئیں۔آپ کی عمر گیارہ سال تھی جب آپ کی والدہ فوت ہوگئیں۔آپ کے والد پروفیسر ناصر احمد انگریزی کے استاد ہونے کے ساتھ سماجی فلاح و بہبود کے کاموں میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔مبارکہ حیدر پندرہ برس کی تھیں جب ان کی شادی انیس سال کی عمر کے حیدر قریشی سے کر دی گئی۔1971ء میں شادی ہوئی۔ان کے پانچ بچے پیدا ہوئے۔ تین بیٹے اور دو بیٹیاں۔ 27 مئی 2019ء کو مبارکہ حیدر وفات پا گئیں۔لیکن حیدر قریشی کے ساتھ ان کا رشتہ اب بھی قائم ہے۔

مبارکہ حیدر عام سی گھریلو خاتون تھیں۔انہوں نے حیدر قریشی کے ساتھ انتہائی تنگ دستی اور غربت کے دن بھی گزارے مگر ہر قدم پر شوہر کا ساتھ دیا۔وہ بہترین گھریلو منتظم، شفقت کرنے والی ماں اور محبت کرنے والی بیوی تھیں۔1995ء سے انہیں ''روئے ما'' کی بیماری لاحق ہوئی۔پھر دل کی تکلیف بھی شروع ہوگئی۔انہوں نے نہایت صبر کے ساتھ اور بہادری کے ساتھ ان بیماریوں کے باوجود زندگی کو ہنسی خوشی بسر کیا۔ان کی ان ساری خوبیوں کے اعتراف کے طور پر میں نے دوسرے بھائی بہنوں کے تعاون سے 2015ء میں ایک کتاب شائع کی تھی ''ہماری امی مبارکہ حیدر''۔امی اس کتاب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھیں۔

حیدر قریشی اردو کے معروف شاعر اور ادیب ہیں۔شاعری، فکشن، نان فکشن اور تنقید و تحقیق کے حوالے سے ان کی 28 کتابیں چھپ چکی ہیں۔ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں بہت کام ہو چکا ہے۔مختصراً اتنا بتا دوں کہ پاکستان، انڈیا اور مصر سے اب تک ان کے ادبی کام پر ایم

اے،ایم فل اور پی ایچ ڈی کے دس مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ان کے علاوہ چھ مقالات میں ان کی ادبی خدمات کا جزوی مگر اہم ذکر شامل ہے۔حیدر قریشی نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز اسی سال کیا جس سال ان کی مبارکہ حیدر سے شادی ہوئی۔گویا ان کی شاعری کا محرک مبارکہ حیدر تھیں۔

1979ء سے حیدر قریشی کی مختلف تحریروں میں مبارکہ حیدر کا کھل کر ذکر آنے لگا اور چالیس سال سے یہ عمل کہیں رکا نہیں۔یہی وجہ ہے کہ مبارکہ حیدر کی وفات کے بعد حیدر قریشی نے کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' کو مرتب کرنا شروع کیا اور اڑھائی ماہ میں، 16 اگست کو کتاب مکمل کر لی اور اب یہ کتاب چھپ کر ہم سب کے سامنے موجود ہے۔حیدر قریشی کی خوبی ہے کہ وہ مسلسل چالیس سال سے اپنی بیوی کے بارے میں لکھتے رہے لیکن یہ مبارکہ حیدر کی بھی خوبی ہے کہ وہ ایسی وفا شعار اور محبت کرنے والی بیوی بنیں کہ جن کے بارے میں حیدر قریشی مسلسل لکھتے چلے جائیں۔

مغربی دنیا میں پاکستانی معاشرے میں گھریلو زندگیوں کے بارے میں بہت سارے منفی تاثرات پائے جاتے ہیں۔خواتین پر تشدد عام سی بات ہے۔لیکن آج ہم اس پروگرام میں مبارکہ حیدر کو یاد کرتے ہوئے یہ بتا رہے ہیں کہ پاکستان کی تصویر کا ایک رُخ یہ بھی ہے۔

سرور ادبی اکادمی جرمنی کے زیر اہتمام ''مبارکہ حیدر یادگاری تقریب''

منعقدہ 13 اکتوبر 2019ء میں پڑھا گیا۔

عبداللہ جاوید (کینیڈا)

تاثرات

مرحومہ و مغفورہ مبارکہ حیدر کی اجتماعی یاد کی اس یادگار مجلس میں شریک نہ ہو سکنے کے لیے دلی معذرت پیش کرتے ہوئے محبِ عزیز حیدر قریشی،تمہارا یہ دور افتادہ پرستار مقیم مسی ساگا کینیڈا تمہاری توجہ کتاب ''عمرِ لاحاصل کا حاصل'' میں درج اظہارِ تشکر کی جانب مبذول کرنا چاہتا ہوں جس کا آغاز تمہارے تحریر کیے ہوئے اس فقرے سے ہوتا ہے۔

''اپنی اہلیہ مبارکہ کا شکریہ جس نے مجھے میری ساری خامیوں سمیت نہ صرف قبول کر رکھا ہے بلکہ مجھے ادبی کاموں میں ہر طرح کی سہولت بھی فراہم کرتی رہتی ہے''

اس کے بعد تمھیں تمھارا کہا ہوا یہ ماہیا یاد دلانا چاہتا ہوں۔

اک روح کا قصہ ہے
میرے بدن ہی کا
جو گم شدہ حصہ ہے

ایک فلسفی ادیب کے مطابق پہلے آدمی جوڑوں کی شکل میں تخلیق ہوئے،بعد میں اک دُوجے سے جدا کر دیئے گئے اور ایک دوسرے کے لیے تڑپتے رہے۔

کوئی خوش نصیب جوڑا ایک بار پھر،ایک ہو جاتا ہو گا۔حیدر قریشی!تم اور مبارکہ ایسا ہی ایک خوش قسمت جوڑا تھے۔قریب قریب نصف صدی ساتھ رہے۔پھر انا لِللہ وانا الیہ راجعون

خاموشی،خاموشی،خاموشی!!!

سرور ادبی اکادمی جرمنی کے زیر اہتمام ''مبارکہ حیدر یادگاری تقریب''

منعقدہ 13 اکتوبر 2019ء میں طاہر عدیم صاحب نے پڑھ کر سنایا۔

شہناز خانم عابدی (کینیڈا)

تاثرات

مبارکہ بھابی (مرحومہ) بیگم حیدر قریشی کی یاد کی معمورۂ ملال ومحبت کی مجلس کے تمام شرکاء سے اپنی عدم شرکت کے لیے دلی معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ان سے میرا رشتہ، آواز کا رشتہ تھا۔ مبارکہ حیدر ہیٹرس ہائم جرمنی میں ہوتیں اور میں مسی ساگا، کینیڈا میں۔۔ نجانے کن فضاؤں میں یا خلاؤں میں، کسی مقامِ اتصال پر ہم دونوں کی آوازیں اکثر مل بیٹھتیں اور ہم خوب باتیں کرتے۔ ہمارا یہ رشتۂ آواز ایک طلسماتی فضا تشکیل دے دیتا۔ اس طلسماتی فضا میں، کبھی طویل اور کبھی مختصر وقت کے لیے، ہم دونوں کے باطنی وجود باہم آمیز ہو جاتے۔

مبارکہ بھابی کا بلاوا آ گیا اور وہ چپ چاپ لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے بارگاہِ ایزدی کی جانب روانہ ہو گئیں۔ ان کے ساتھ ان کی آواز کا سارا طلسم بھی چلا گیا۔ مجھ کو چاروں اور سے خاموش حقیقتوں نے گھیر لیا۔

میں اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے حیدر قریشی صاحب کو، ان کے بچوں کو اور تمام
حاضرین مجلس کو
تعزیت پیش کرتی ہوں۔

سرور ادبی اکادمی جرمنی کے زیر اہتمام ''مبارکہ حیدر یادگاری تقریب''
منعقدہ 13 اکتوبر 2019ء میں طاہر عدیم صاحب نے پڑھ کر سنایا۔

سب کا شکریہ

''حیاتِ مبارکہ حیدر'' مرتب کرنے اور چھپوانے کا پہلے سے کوئی طے شدہ ارادہ نہیں تھا۔ اسی طرح آج کی ''مبارکہ حیدر یادگاری تقریب'' کے لیے بھی پہلے سے کوئی پروگرام سوچا نہیں تھا۔ یہ دونوں کام جو ہوئے ہیں قدرت کی طرف سے خود بخود ہوتے چلے گئے ہیں۔ اب جب یہ دونوں کام خیر وخوبی سے ہو گئے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ یہ ہم سب پر مبارکہ کی محبت کا قرض تھا جو ہم سب نے مل کر اپنے اپنے حصے کے مطابق کچھ ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اپنے والد بزرگوار قریشی غلام سرور صاحب کے نام پر ''سرورادبی اکادمی جرمنی'' میں نے 1998 میں قائم کی تھی۔ اس کے زیرِ اہتمام میری تین کتابیں شائع ہوئیں۔ 1998 میں ''غزلیں، نظمیں، ماہیے''، 2004ء میں ''سوئے حجاز'' اور 2009ء میں ''ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اور مابعد جدیدیت''۔

ان کے علاوہ ادبی جریدہ ''جدید ادب'' جرمنی بھی ''سرورادبی اکادمی جرمنی'' کے زیر اہتمام شائع کیا جاتا رہا۔ اس جریدہ کا پہلا شمارہ جولائی 2003 ء میں شائع ہوا تھا۔ اور اب تک کا آخری شمارہ جولائی 2012 ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ سارے کام کسی شور یا بینڈ باجے کے بغیر خاموشی کے ساتھ ہوتے رہے۔

سرور ادبی اکادمی جرمنی کے زیرِ اہتمام کبھی کوئی مجلسی پروگرام نہیں کیا گیا۔ ''مبارکہ حیدر یادگاری تقریب'' پہلا پروگرام ہے جو آج منعقد کیا گیا۔ اس میں بھی قدرت کی طرف سے ایک خاص وجہ موجود ہے۔ اباجی کے دو خواب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' کے آخر میں درج کر کے میں نے ان کی تعبیر کا ایک تعلق مبارکہ سے بھی واضح کیا ہے۔ یہ اسی تعلق کا نتیجہ ہے کہ آج اباجی کے نام سے

قائم اس ادبی تنظیم کا واحد اجلاس مبارکہ کے حوالے سے ہوا ہے۔ یہ سب قدرت کی طرف سے ہوتا چلا گیا ہے۔

بہر حال میں آپ سارے بچوں کا، بچوں کے بچوں کا، سارے عزیز و اقارب کا ،اور سارے احباب کا شکر گزار ہوں کہ آپ سب اس تقریب میں شریک ہوئے اور ہم سب نے مل کر مبارکہ کے ساتھ اپنے مشترکہ غم کو اور مبارکہ کے ساتھ اپنی مشترکہ محبت کو دل سے یاد کیا۔ آپ سب کا شکریہ۔

اب ہم مبارکہ کی مغفرت کے لیے ایک بار پھر مل کر دعا کرتے ہیں اور دعا کے بعد کھانا ہوگا۔

حیدر قریشی

13 اکتوبر 2019ء

تاثرات

ڈاکٹر لدمیلا وسیلیوا (ماسکو، روس): دونوں فائل مل گئے ہیں، بہت شکریہ۔ کتاب کا سرورق بہت متاثر کن ہے۔ یہ کتاب تو اصل میں ''یادگارِ مبارکہ قریشی'' ہے۔ آپ اور مبارکہ صاحبہ جیسے مثالی جوڑے دنیا میں گنے چنے ملیں گے۔ مہجری ادب پر اپنی کتاب میں بھی میں اس طرف اشارا کیا تھا۔ مجھے بہت خوشی ہوگی اگر یہ کتاب میری لائبریری میں رہے گی۔ میرا پتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر ریاض اکبر (آسٹریلیا): مبارکہ محل کی تعمیر کے لئے آرکیٹیکٹ اور انجینئر باہر سے نہیں بلائے گئے۔ دل کی اساس پر اٹھائی گئی اس حسین عمارت کی تعمیر کا ساز و سامان آپس کی ایک غیر مشروط وفا نے فراہم کیا ہے اور اس کی نقش و نگاری کے رنگ دو انسانوں کی ہر روز کی مشترک محنت سے کشید ہوئے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ محل راتوں رات نہیں بنتے۔ اور مبارکہ محل بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ ہاں اینٹ گارے سے اُٹھائے گئے محل راتوں رات (خدانخواستہ) تباہ ضرور ہو سکتے ہیں مگر الفت کے محل ایسے نہیں۔

حمیرا اطہر (کراچی): بہت خوب، ثابت ہوا کہ آپ اچھے بیٹے ہی نہیں، اچھے شوہر بھی تھے۔ اس اعتبار سے مبارکہ بیگم بھی بہت خوش قسمت خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

نصرت جہاں (خان پور)

Hadier bahi Jan Received your book Hyatt Mubarika haider thank you very

much .ltfuf a Gaia I read it in one sitting .it is the reflection that you are family man due to mubareka.Mubarak a bhabi very pure ,sencier and Superficial lady Past is always s beautiful and its memories are precious you have written in this book.she suffered many years in trouble but devoted with you in through thick and thin.Allah pak Un ko janntul firdous main jegga dy ammen? ....Unique love. Mumtaz mehal ky liy Taj Mahal benaya aur Hydiar bahi ny Mubareka Kyle Kitab ki soorat Mubaraka mahel bna dala..

ڈاکٹر رضیہ حامد (بھوپال): بہن مبارکہ حیدر سے میں غائبانہ واقف ہوں، آپ کی تحریروں کے توسط سے۔ مجھے لگتا ہے میں ان سے بہت زیادہ واقف ہوں۔ آپ نے ان پر کتاب ترتیب دے کر شائع کر دی۔ مبارک باد۔۔۔تقریب کی روداد پڑھی۔ بہت اچھی تقریب اور اس کی روداد ہے۔ بہت بہت مبارک ہو۔

ڈاکٹر رضیہ اسماعیل (برمنگھم، انگلینڈ):

I hope you are keeping well. Book launch ceremony was brilliant. A true expression of your love and affection with Mubaraka sahiba, a befitting tribute from a loving and caring life partner to another loving and caring partner. Stay blessed. ....

Mubarak ho , you have been working hard to pay tribute to your beloved wife. May Allah SWT bless her soul and reward you all for cherishing her memories in the best possible manner. R.I

ڈاکٹر خورشید اقبال (۲۴۔ پرگنہ): شاہ جہاں کے پاس دولت وحکومت تھی تو اس نے تاج محل بنوا لیا۔ لیکن بھابی کے لئے آپ کی محبت بھی کچھ اس سے کم درجے کی نہیں۔

ڈاکٹر نواز کاوش (بہاول پور): مثالی محبت کا اس سے بڑا اور کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر افسر اراہین (بلاری، انڈیا)

قلمی تاج محل

سر! آپ کو پتہ ہے جب سے آپ کی بک (حیاتِ مبارکہ حیدر) آئی ہے کوئی نہ کوئی ایسے پڑھ رہا ہے کہ چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے۔ پتہ نہیں مجھے پڑھنے کا موقعہ بھی ملے گا یا دوسروں سے سنتے سنتے ہی پوری بک سمجھ میں آ جائے گی۔ ایک ایک لفظ کو سمجھ کر پڑھا جا رہا ہے۔ ماشاء اللہ سر کیا بک لکھی ہے۔ گھر کے سب لوگ تعریف کرتے تھک نہیں رہے ہیں۔

اس بک کے لیے تھینک یو۔۔ **(کتاب ملنے کے بعد کا پہلا میسیج)**

(کتاب پڑھنے کے بعد کا میسیج)

سر! میری رائے میں تو تاج محل بنانے والے اپنی اہلیہ کے لیے تاج محل بنا گئے لیکن جو کتاب آپ نے لکھی ہے وہ کوئی تاج محل بنانے سے کم نہیں ہے۔ اس کتاب کے شائع ہونے میں آپ نے اور آپ کے گھر والوں نے، یہاں تک کہ بچوں نے جو محنت کی ہے وہ لاجواب ہے اور اس کا رزلٹ ہم اس کتاب میں دیکھ سکتے ہیں۔

آپ کی پہلی یادیں اپنی اہلیہ کے ساتھ، اُن کے ساتھ بِتائے گئے پل، اب اس کتاب میں ہمیشہ کے لیے بس گئے ہیں۔ کتاب پڑھ کر آپ کی اہلیہ کے بارے میں سمجھنا بہت آسان ہو گیا۔ آپ سب اچھی عورتوں کی طرح فرماں بردار اہلیہ تھیں، جنہیں اب شاید لکھتے وقت آپ نم ہوتی رہی ہوں گی۔ اتنی دور رہ کر بھی اس کا اثر ہمارے دل پر بہت ہوا اور ہر بار دعا نکلی کہ اللہ آپ کی اہلیہ کو ہر وہ خوشی دے جو انہیں دنیا میں حاصل ہوئی ہو یا حاصل نہ ہوئی ہو۔ اللہ انہیں اپنے عرش تلے جنت

الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔آمین۔

ایک انجینئر سوچ سمجھ کر بلڈنگ بناتا ہے،اسی کی طرح آپ سب گھر والوں نے ہر چیز کا ذکر کیا اور اسے بخوبی پیش کیا۔سچ میں وہ ہوتیں تو بہت پُر جوش ہو کر دعائیں دیتیں۔ان کی ہمت،دریا دلی،پیار ومحبت ہمارے دل کو بھا گیا۔سر! آپ کی اہلیہ کے بارے میں سوچ رہی ہوں تو خیال آتا ہے کہ آپ خوش نصیب ہیں یا آپ کی اہلیہ۔۔۔پھر سوچتی ہوں آپ دونوں ہی خوش نصیب ہیں۔اللہ آپ کی اور آپ کے گھر والوں کی محنت کو قبول فرمائے اور اس کا اچھا اجر دے اور آپ کی اہلیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔آمین۔

■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■

حیات مبارکہ حیدر۔ایک تاثر

پروفیسر عبدالرب استاد (گلبرگہ یونیورسٹی گلبرگہ انڈیا)

حیات مبارکہ حیدر دراصل ایک فرض شناس خاوند کا اپنی وفا شعار شریک حیات کے لیے جہاں ایک سوغات دل پذیر ہے وہیں فرماں بردار اولاد کی جانب سے مادر مہربان،شفیق والدہ کی خدمت میں ایک تحفہ نایاب ہے۔

کتاب کے عنوان کو دیکھتے ہی ذہن معاً حیات جاوید،حیات سعدی،یادگار غالب اور یادگار حالؔی کی جانب چلا جاتا ہے کہ شاید اس میں بھی مبارکہ حیدر کو اسی رنگ میں بیان کیا گیا ہو یعنی سوانح کا ایک نادر نمونہ ہو۔مگر حیات مبارکہ حیدر اس نوع کی کتاب نہیں ہے۔اس کتاب میں فرماں بردار اولاد نے ایک فرض شناس شوہر کی وہ تحریریں شامل کی ہیں جن میں ان کی والدہ کا تذکرہ در آیا ہو۔خواہ وہ خاکے کی صورت میں ہو یا انشائیہ کی،افسانے کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں۔۔ان تمام تحریروں کو جمع کر کے ان کی حیات ہی میں ''ہماری امی۔مبارکہ حیدر'' کے نام سے شائع کروا کے انھیں تحفتاً دی تھیں۔بعد وفات کے اس کتاب کو اور اس پر آنے والے تاثرات اور مضامین کو اکٹھے کر کے محترم حیدر قریشی صاحب نے باقاعدہ ایک کتاب ترتیب دے ڈالی اور عنوان لکھا ''حیات مبارکہ حیدر''،جو کافی ضخیم ہے۔ادب صرف یہ نہیں کہ وہ معاشرے سے کیا حاصل کرتا ہے یا وہ معاشرے کو کیا دیتا ہے بلکہ فن کار یا لکھاری کی زندگی کے مختلف پہلوؤں جیسے ذاتی تجربے کیا ہوتے ہیں،وہ کس سے کس حد تک متاثر ہوتا ہے اور ان سے کیا اور کس طور محظوظ ہوتا ہے۔چنانچہ اولاد اپنے والدین اور اساتذہ سے کیا حاصل کرتے ہیں اسی طرح ایک

شوہر اپنی بیوی سے کس طور متاثر رہا، یا وہ اس کو کس درجہ چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ حیدر قریشی نے اپنی تحریروں میں ان تمام کو سمیٹا ہے جن جن سے وہ وابستہ رہے۔ اس طرح اردو ادب میں انھوں نے ایک نئی طرح ڈال دی اور آگے آنے والوں کے لیے راہ ہموار کر دی۔

ادب میں جہاں انھوں نے ماہیا نگاری کو صنف شاعری کا درجہ دلایا وہیں بڑی شد و مد سے اس لوک گیت کو باقاعدہ بحثیں کروا کے نہ صرف اس کی غنائیت کو برقرار رکھا بلکہ ادب کے بہت سے لکھاریوں، نقادوں اور شعراء سے منوانے میں کامیابی حاصل کی اور ایک بڑے طبقے کو اس راہ پر ڈال دیا کہ وہ بھی اس صنف کی جانب توجہ دیں۔ خود بھی تین صد سے زائد ماہیے تحریر کیے۔ نتیجتاً کئی شعراء نے نہ صرف ماہیے لکھے بلکہ کئیوں نے ماہیوں کے مجموعے تک شائع کروائے۔ اسی طرح کوئی بعید نہیں کہ یہ روش بھی راہ پا جائے کہ اب اپنی شریک حیات یا ماؤں پر اس قسم کا کام کیا جائے۔ ویسے عالمی شہرت یافتہ شاعر منور رانا ''ماں'' کے لیے شہرت رکھتے ہیں مگر اہلیہ کے لئے اتنی قدر و منزلت اور ان کو ادب کے ذریعے پیش کرنے کی کوشش شاید ہی کسی نے کی ہو۔ حیدر قریشی نے نہ صرف لکھا بلکہ حیات مبارکہ حیدر کے ذریعے یہ ثابت بھی کر دیا کہ اظہار محبت کا یہ طریق بھی مناسب ہوتا ہے۔

اس کتاب کو تحریر کرنے یا ترتیب دینے کا اصل مقصد دراصل یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ جب تک ان کی اہلیہ بقید حیات رہیں اس وقت تک تو گاہے ماہے اپنی تحریروں میں ان کا ذکر کرتے رہے اور جب وفات پا گئیں تو بہت زیادہ احساس ہوا۔ اور یہ احساس دراصل اس لئے بھی ہو رہا تھا کہ وہ پچھلے چند سالوں سے بیمار چل رہیں تھیں۔ ساری زندگی انھوں نے انکی خدمت کی، ہر طرح سے ان کا ساتھ دیا، مگر اب وہ اس حالت میں نہیں رہیں کہ اپنے شوہر کی خدمت کر سکتیں۔ مگر حیدر قریشی ان کی ہر صورت تیمار داری کرتے رہے، ان کا خیال کرتے رہے۔ بچوں نے اس وقت ہماری امی کا تحفہ انھیں سونپا، اس میں ایک خاکہ ''پسلی کی ٹیڑھ'' دراصل محرک بنا۔ جب انھوں نے یہ خاکہ تیس برس قبل تحریر کیا تھا تو اس وقت ان کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی مگر لاشعوری طور پر کہیں یا روحانی پیش قیاسی کے طور پر کہیں یہ لکھ دیا تھا کہ اس خاکے کا اگلا حصہ (دوسرا حصہ) اس وقت لکھا

جائے گا جب مبارکہ حیدر وفات پا جائیں گی۔ یا پھر اگر میری وفات ان سے قبل ہو جائے تو ما باقی حصہ مبارکہ لکھیں گی۔ گویا انھیں یہ محسوس ہو رہا تھا یا ہو چکا تھا کہ مبارکہ ان سے پہلے رخت سفر باندھیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ انھیں یہ کھٹکا بھی لگا ہوا تھا کہ نہیں۔۔۔ شاید مبارکہ بیگم سے پہلے ان کی وفات ہو جائے گی۔ مگر ہم نے یہ جانا کہ حیدر قریشی کا احساس ان کے کھٹکے سے زیادہ قوی نکلا۔

حیدر قریشی کی سوانح اور ان کی ادبی تحریروں کا بغور جائزہ لیتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آغاز بندھن سے لے کر آزاد بندھن تک مبارکہ بیگم حیدر قریشی سے آگے رہیں۔ ان میں اطاعت شوہر کے ساتھ ساتھ اپنی آخری سانس تک ان کی اور ان بچوں کی خدمت کا جذبہ موجزن تھا لہٰذا وہ اپنے مالک حقیقی سے تنہائی میں ان کے لیے دعائیں بھی کرتی رہیں۔ اس جذبے کے تحت وہ بڑی ہمت اور کشادہ دلی سے کام کرتی رہیں، شوہر اور بچوں کے لیے راہیں ہموار کرتی رہیں۔ شادی کے کچھ عرصے بعد جب انکے خسر کا انتقال ہوا تو انھوں نے اپنی خوش دامن کی خدمت کے لیے نہ صرف اپنے آپ کو وقف کر دیا بلکہ اس کے انتظامات کے لیے اپنے شوہر سے کہہ بھی دیا۔ اسی طرح وطن عزیز سے جرمنی ہجرت کا معاملہ ہو، جدید ادب کی اشاعت کا مسئلہ ہو، بچوں کے رشتوں کی بات ہو، خاندان میں کسی کی مدد ہو یا بیمار پرسی کرنی ہو تو مبارکہ بیگم ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔۔ غرض ہر ہر معاملے میں انھوں نے خود کو آگے رکھا تو بھلا سفر آخرت میں وہ پیچھے کیسے رہتیں۔

اس کا اندازہ حیدر قریشی کے اس مضمون سے ہوتا ہے جس میں وہ یوں رقم طراز ہیں کہ۔

''شادی کے شروع کے چند سال ہم لوڈو اور بارہ ٹہنی کھیلا کرتے تھے۔ لیکن میں ہر بار مبارکہ سے ہار جاتا تھا مسلسل ہارنے کے نتیجے میں ان گیمز سے بےزاری ہونے لگی اور میں مبارکہ کے ساتھ کھیلنے سے گریز کرنے لگا تو مبارکہ میری بےزاری کی وجہ بھانپ گئیں۔ چنانچہ ایک بار مبارکہ جان بوجھ کر گیم ہارنے لگیں۔ تب میں نے کہا لوگ جیتنے کے لیے تو تھوڑی بہت ''بئی مانی'' کر جاتے ہیں۔ لیکن مبارکہ بیگم! آپ ہارنے کے لئے اتنی بڑی ''بئی مانی'' کرنے لگی ہیں۔ یہ نہیں چلے گا۔ بہر حال پھر میں نے ان گیمز کے معاملے میں مستقل طور پر ہتھیار ڈال دیئے۔''

(حیات مبارکہ حیدر از حیدر قریشی ص ۲۴۶)

غرض مرحومہ کے دل میں اپنے شوہر کے لیے حد درجہ احترام اور عزت تھی اور وہ اس کی تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت ہونے نہیں دیتی تھیں۔ایک چاہنے والی بیگم،ایک بے انتہا محبت کرنے والی ماں نے اپنے پیچھے یادوں کا بے پناہ اثاثہ چھوڑ دیا تا آنے والے انھیں یاد کرتے رہیں اور دعاؤں سے نوازتے رہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ مبارکہ بیگم کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر وجمیل عطا کرے۔۔۔آمین یارب العالمین۔۔

’’حیاتِ مبارکہ حیدر‘‘

فرحت نواز (رحیم یارخان)

’’حیاتِ مبارکہ حیدر‘‘ اپنی نوعیت کی ایک بالکل انوکھی اور دلچسپ کتاب ہے۔27 مئی 2019ء کو جرمنی میں مقیم معروف شاعر اور ادیب حیدر قریشی کی اہلیہ مبارکہ حیدر وفات پا گئیں۔تب ہی حیدر قریشی نے اپنی اہلیہ کے ساتھ 48 سالہ رفاقت کا حال کچھ لکھنا اور کچھ مرتب کرنا شروع کر دیا۔16 اگست کو کتاب مکمل ہوگئی اور اب چھپنے کے بعد قارئین تک پہنچ چکی ہے۔

’’حیاتِ مبارکہ حیدر‘‘ 256 صفحات پر مشتمل ہے۔اسے پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلے حصے میں کتاب ’’ہماری امی مبارکہ حیدر‘‘ مرتب کردہ شعیب حیدر جوں کی توں شامل کی گئی ہے۔ 96 صفحات پر مشتمل یہ کتاب 2015ء میں شائع ہوئی تھی۔اس پر ڈاکٹر انور سدید کا یہ تبصرہ حرفِ آخر کا درجہ رکھتا ہے۔

’’اب یہ بتانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حیدر قریشی کی تحریروں سے مرصع کی گئی ہے اور وہی اس کے بنیادی اور اولین مصنف ہیں۔میں کہہ سکتا ہوں کہ ’’ہماری امی‘‘ اپنی نوعیت کی اولین کتاب ہے،جس کی ترتیب وتدوین پر حیدر قریشی کے بچے مبارک باد کے مستحق ہیں۔سرورق پر مبارکہ حیدر کی تصویر ہے۔یہ تصویر ان کی اپنی ہے لیکن سر پر ٹوپی حیدر قریشی کی ہے جو ان کے ’’سرتاج‘‘ ہیں۔‘‘

دوسرے حصے میں ’’ہماری امی مبارکہ حیدر‘‘ پر لکھے گئے تبصرے،تاثرات اور مضامین شامل ہیں۔اس حصہ میں ڈاکٹر انور سدید،گلزار،ترنم ریاض،صادق باجوہ،ناصر علی سید،سید نصرت

بخاری،عظیم انصاری، پروفیسر عبدالرب استاد،نسیم انجم،ڈاکٹر رضیہ خان،ڈاکٹر قمرالنساء،خالد یزدانی،حمیرا حیات،زارا حیدر اور فیصل عظیم کے تاثرات اور مضامین شامل ہیں۔

کتاب کے تیسرے حصے میں مبارکہ حیدر کی وفات کی خبر اور تعزیتی پیغامات شامل ہیں۔وفات کی خبر روزنامہ نوائے وقت (خالد یزدانی۔لاہور)، پنجند ڈاٹ کام (وقاص سعید۔آسٹریلیا) اور صبحِ اردو (شاہد ماہلی۔دہلی) نے اپنے اپنے طور پر شائع کی۔اس حصے میں عبدالرب استاد اور طاہر عدیم کے منظوم تاثرات بھی شامل ہیں۔

صفحہ نمبر 151 سے 164 تک دنیا بھر سے ملنے والے تعزیتی پیغامات کا انتخاب شامل کیا گیا ہے۔

چوتھے حصے میں ''جذبات واحساسات'' کے تحت مندرجہ ذیل ادبی احباب اور قریبی رشتہ داروں کے مضامین شامل ہیں۔لکھنے والوں میں صادق باجوہ،عبداللہ جاوید،شہناز خانم عابدی، ڈاکٹر ریاض اکبر،نازیہ خلیل عباسی،خالد یزدانی،راحت نوید،عظمیٰ احمد،کنول تبسم اور نذیر بزمی شامل ہیں۔

کتاب کا پانچوں اور آخری حصہ ''یادیں ہی یادیں'' ہے۔اس میں حیدر قریشی کے پانچوں بچوں درِ ثمین انور، طارق محمود حیدر، رضوانہ کوثر، عثمان حیدر، اور شعیب حیدر کے مضامین شامل ہیں جو اپنی والدہ مبارکہ حیدر کی خوشگوار یادوں سے معمور ہیں۔ان یادوں سے مبارکہ کی زندگی کے مزید روشن پہلو سامنے آتے گئے ہیں۔یہ مضامین جیسے جیسے لکھے گئے ویسے ویسے مختلف اخبارات اور ویب سائٹس پر چھپتے گئے۔اس کے نتیجہ میں ہر مضمون پر قارئین کے تاثرات بھی موصول ہوتے رہے۔چنانچہ ہر مضمون کے بعد موصولہ تاثرات بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔اس حصے کا سب سے اہم مضمون حیدر قریشی کا ''پسلی کی ٹیڑھ'' ہے۔حیدر قریشی نے انتیس سال پہلے اسی عنوان سے مبارکہ کا خاکہ لکھا تھا اور اب ان کی وفات پر ''پسلی کی ٹیڑھ'' کا دوسرا حصہ قلم بند کیا ہے۔یہ ذاتی طور پر بھی اور ادبی طور پر بھی ایک شاندار فن پارہ ہے۔اس کے بعد حیدر قریشی نے ''کچھ اور یادیں، کچھ اور باتیں'' کے عنوان سے مبارکہ کی مزید یادیں لکھی ہیں۔اسی حصہ میں مصری ریسرچر احمد عبدربہ عباس کے عربی مقالہ کا ایک اقتباس، کنول رعنا نوشی کا تاثراتی مضمون بھی شامل

ہے۔آخر میں حیدر قریشی نے اپنے والد کے دوخواب درج کرنے کے ساتھ ان کی تعبیر کے چند اہم شواہد پیش کیے ہیں۔

''حیاتِ مبارکہ حیدر'' پیش لفظ سے لے کر آخر تک ہماری ادبی دنیا کے لیے ایک پیغام دے رہی ہے۔ہمارے ادیبوں نے دنیا جہان کے موضوعات کھنگال لیے۔انہیں چاہئے کہ اپنے بہت ہی قریبی اور پیارے عزیزوں کو بھی اپنی تحریروں کا موضوع بنائیں۔

ڈاکٹر انور سدید نے لکھا تھا ''حیدر قریشی نے اسے (خاکہ کو) اپنی اہلیہ کی یادوں سے سجایا تھا اور انہیں بیوی کی بجائے ایسے مخلص ترین دوست کا درجہ دیا تھا جو بدخواہوں سے ورغلایا نہیں جاسکتا۔'' یہ تو جیتے جی کی بات ہے مبارکہ نے اپنے اور حیدر قریشی کے رشتے کے بارے میں بہت پہلے یہ لکھ دیا تھا کہ ''رشتہ بہت ہی پکا ہے۔مرنے کے بعد بھی نہ ٹوٹنے والا۔'' (فلیپ سے)

یہ حقیقت ہے کہ مبارکہ کے جیتے جی بھی ان کے رشتہ کو توڑنے کی سازش کرنے والے ناکام و نامراد رہے تھے اور اب ان کی وفات کے بعد بھی ایسی کوئی شرارت کرنے والے ناکام و نامراد ہی رہیں گے۔

''حیاتِ مبارکہ حیدر'' حیدر قریشی اور مبارکہ حیدر کی بحیثیت میاں بیوی 48 سالہ محبت اور رفاقت کی لازوال داستان ہے۔

حیاتِ مبارکہ حیدر یا ادبی تاج محل

ڈاکٹر عامر سہیل (ایبٹ آباد)

حیدر قریشی نے ادبی دنیا میں اپنے منفرد موضوعات اور اسالیب کی بدولت جو شہرت حاصل کی وہ کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ کچھ نیا کرنے کا سوچتے ہیں جس کی وجہ سے ادبی حلقوں کی نظریں ان پر لگی رہتی ہیں۔ جناب قریشی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انھوں نے اپنے خاندان اور قریبی اہل خانہ کو بھی ادبی تحریروں کا موضوع بنایا اور بڑے اہتمام سے ان شخصیات پر لکھا۔ ایسی تحریروں کی وجہ سے ادب میں ایک نئے رجحان کا اضافہ بھی ہوا جس کے اثرات سامنے آنا شروع ہو چکے ہیں۔ خاندان میں لگائے گئے اس ادبی پودے نے قریشی صاحب کے بچوں کو بھی اپنے حصار میں رکھا جس کا عملی ثبوت وہ کتاب ہے جو بچوں (شعیب حیدر، عثمان حیدر، طارق محمود حیدر، رضوانہ کوثر، درثمین انور) نے اپنی والدہ کے حوالے سے سامنے لائی۔ حیدر قریشی کو اپنی زوجہ سے جو قلبی تعلق اور محبت ہے اس کا سلسلہ اتنا دراز اور متنوع ہے کہ وہ اپنی ساری ادبی زندگی میں کسی نہ کسی حوالے سے مبارکہ بھابی کا ذکر کرتے رہے ہیں۔ یہ ذکر اپنی مکمل صورت میں تو اس خاکے میں محفوظ ہے جس کا نام "پسلی کی ٹیڑھ" ہے لیکن کچھ افسانوں میں ضمنی ذکر کے علاوہ انٹرویوز اور سفر نامے (سوئے حجاز) میں بھی تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔

اس کتاب کا نام "حیات مبارکہ حیدر" ہے۔ اس کتاب میں نہ صرف مبارکہ بھابی کے حوالے سے لکھی گئی سابقہ تمام تحریروں کو یکجا کیا گیا بلکہ بچوں نے اپنی والدہ کو جن پہلوؤں سے دیکھا اور محسوس کیا اس کا حال احوال بھی درج ہے یوں یہ کتاب مبارکہ حیدر پر ایک مکمل دستاویز بن گئی ہے۔ میں بڑے وثوق سے یہ بات لکھ سکتا ہوں کہ ایسی کتاب اردو ادب میں پہلے کہیں نظر نہیں

آئی اور اس کی ایک وجوہات بھی ہیں۔ اول تو اکثر ادیبوں کے اپنی نصف بہتر کے ساتھ تعلقات ہی ٹھیک نہیں ہوتے اور ساری ساری زندگی ایک دوسرے کو کوسنے میں گزر جاتی ہے اور اگر تعلقات نارمل بھی ہوں تو کسی کو یہ خیال نہیں آتا کہ دو چار الفاظ میں اپنی منکوحہ کا ذکر ہی کر دیں۔ حیدر قریشی کا معاملہ ایسے ادیبوں سے یکسر مختلف رہا ہے وہ اپنے معاصرین کے برعکس اپنی زوجہ اور دیگر اہل خانہ کو بھی اسی اہتمام سے اپنی تخلیقات میں شامل کرتے رہے جس طرح وہ دوسری ادبی تحریروں کو اہمیت دیتے ہیں۔ یہ ایک بالکل نیا اور اچھوتا رجحان ہے جو حیدر قریشی کے توسط سے اردو ادب میں شامل ہوا اور بڑے بڑے ادیبوں نے اس کو سراہا اور قابل تقلید قرار دیا۔

میں اکثر یہ بات سوچتا ہوں کہ آخر حیدر قریشی ہماری بھابی کے اس قدر دلدادہ اور عقیدت مند کیوں ہیں کہ وہ بہانے بہانے سے ہمیشہ ان کا ذکر کرتے ہیں۔ کافی سوچ بچار کے بعد یہ عقدہ کھلا کہ حیدر قریشی بنیادی طور پر ایک پیچیدہ شخصیت کے مالک ہیں اور ان کے ساتھ معاملہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ حیدر قریشی جیسی آتش فشانی شخصیت کو قابو میں رکھنا کوئی عام بات نہیں ہو سکتی بلکہ جو خاتون قریشی صاحب کو اپنا بنا کر رکھے گی وہ بذات خود کتنی معاملہ فہم اور متحمل مزاج اور بردبار ہو گی۔ اگر چہ بھابی سے میری کبھی ملاقات نہیں ہوئی لیکن چوں کہ قریشی صاحب سے ملاقاتیں بھی ہو چکی ہیں اور ان کے ادبی معرکوں سے بھی بخوبی واقف ہوں اس لیے میرے کم لکھے کو بھی بہت سمجھا جائے۔ مجھے قریشی صاحب کی شخصیت کا یہ پہلو بہت اچھا لگا کہ انھوں نے ایک ہی شخص کو محبوب بنائے رکھنے والی بات کو عملاً سچ کر دکھایا۔ قریشی صاحب وفاداری بشرط استواری کے قائل ہیں۔ ایک ادیب ہونے کے ناطے ان کا یہ طرز عمل بہت لاجواب اور لائق صد تحسین ہے۔ اس کتاب کا آنا اس بات کی علامت ہے کہ اگر محبت سچی اور پر خلوص ہو تو سنگ مرمر کے بجائے لفظوں کا تاج محل بھی بنایا جا سکتا ہے۔ میں اس کتاب کو ادبی تاج محل سے تعبیر کرتا ہوں۔

حیاتِ مبارکہ حیدر

احمد حسین مجاہد (ایبٹ آباد)

اس شام جامعہ مظفر آباد میں مشاعرہ تھا اور ہم سب دوست ہال کے باہر خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ جہاں احمد عطاءاللہ ہوں وہاں گرمی سردی کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور اس شام بھی گرمی اپنے پر سمیٹے احمد عطاءاللہ کے قہقہوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ اس منظر میں اچانک ایک پروفیسر صاحب وارد ہوئے اور آتے ہی انھوں نے شعرا پر ایک جملہ کچھ اس ادا سے پھینکا کہ سب کو گھائل کر دیا۔ وہ اسی پر اکتفا کر لیتے تو شاید شام کچھ خوش گوار ہو جاتی مگر ان کے ترکش میں ابھی کچھ اور بھی تیر باقی تھے۔ مشاعرہ جب اپنے عروج پر پہنچا تو موصوف سٹیج پر تشریف لائے۔ وہ شاعر تو تھے نہیں کہ غزل سناتے مگر سٹیج پر آنے کا شوق جو لاحق تھا، سو آئے اور اپنی گرہ سے ایک لطیفہ نکالا اور مشاعرے کو درہم برہم کر دیا۔ میں اور احمد عطاءاللہ وہاں سے نکلے اور گھر پہنچ کر دم لیا۔

اس واقعے کا بظاہر اس کتاب سے کوئی تعلق نہیں جو اس وقت میرے پیشِ نظر ہے مگر محترم حیدر قریشی کی یہ کتاب جب معرضِ وصول میں آئی تو مجھے وہ پروفیسر صاحب بہت یاد آئے۔ انھوں نے اپنے گھر کی تلخی اور بیوی سے کشیدہ تعلقات کو ایک شاعر پر چسپاں کر کے لطیفے کا رنگ دیا تھا لیکن تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ ایک صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ حضور اپنے گھر کی بات گھر ہی تک رہنے دیتے تو اچھا تھا۔ یہ تو خیر ایک ایسے شخص کا واقعہ ہے جس کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا تھا لیکن بیوی سے متعلق لطائف اس کثیر تعداد میں سنے سنائے جا رہے ہیں کہ توبہ۔

ایسے میں حیدر قریشی کی کتاب کا منظرِ عام پر آنا یقیناً ایک انوکھا واقعہ ہے۔ بقولِ ڈاکٹر افتخار مغل:

کہیں کہیں پہ محبت بھی کر رہے ہیں لوگ
کہیں کہیں پہ کوئی گھر بھی ہے مکانوں میں

ڈاکٹر افتخار مغل صاحب کا شعر یاد آیا تو معاً درِ دل پر ایک اور شعر نے دستک دی۔ افتخار عارف صاحب سے یہ شعر کئی بار سنا ہے لیکن حیدر قریشی صاحب کی کتاب ہاتھ میں آئی تو یہ شعر ایک نیا تناظر لیے سامنے آیا:

مرے خدا مجھے اتنا تو معتبر کردے
میں جس مکان میں رہتا ہوں اس کو گھر کر دے

اب یہ کھلا کہ کوئی مکان اس وقت گھر بنتا ہے جب اس میں محبت کے دیے جل رہے ہوں۔ حیدر قریشی کی کتاب کے سرِ ورق پر سجی ہوئی تصاویر دیکھ کر وہ گھر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے جہاں محبت نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ اچھا ہوا یہ کتاب شائع ہو گئی، بہت ممکن ہے اس کتاب کی وجہ سے کئی گھروں کی تلخیاں ختم ہو جائیں۔ احمد عطاءاللہ کا شعر ہے:

آ جاتا ہے خط سال میں اک بار کسی کا
اور گھر میں کئی ماہ کی تلخی نہیں رہتی

حیدر قریشی سے میرا تعلق اردو ماہیے کا مرہونِ منت ہے۔ ماہیا بنیادی طور پر عشق و محبت کی واردات کے بے ساختہ اظہار کا وسیلہ ہے۔ ماہیا دل سے پھوٹتا ہے اور دل میں گھر کر لیتا ہے۔ اب یہ بات بھی سمجھ میں آ رہی ہے کہ حیدر قریشی کا ماہیے سے جو رشتہ ہے اس کے عقب میں کون سا جذبہ کارفرما ہے، یعنی محبت ہی محبت۔۔۔۔۔۔۔یہی نہیں، حیدر قریشی کی شاعری، افسانے، خاکے اور مضامین بھی محبت سے لبریز ہوتے ہیں۔ ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' کتاب نہیں بلکہ ایک ہوک ہے جو ایک گھائل دل سے نکلی ہے اور سارے میں پھیل گئی ہے۔ بھابھی مبارکہ حیدر کی زندگی میں خاکہ ''پسلی کی ٹیڑھ'' لکھا گیا تھا، اب اس کا دوسرا حصہ بھی حیدر قریشی نے آنسوؤں کی لَو میں لکھ دیا ہے جو اس کتاب میں شامل ہے۔

کتاب دیکھتا ہوں تو مجھے بہت حیرت ہوتی ہے اور اس حیرت کی کئی وجوہات

ہیں۔مثلاً یہ کہ بیوی پر کتنا لکھا جاسکتا ہے۔ایک دوخاکے،ایک دونظمیں اور بس لیکن یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔ مجھے جب یہ پتا چلا کہ حیدر قریشی اپنی مرحوم بیوی پر کتاب لکھ رہے ہیں تو میں یہی سوچ رہا تھا کہ ایک پوری کتاب کیسے لکھی جا سکتی ہے۔اب جو کتاب ملی تو میری حیرت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔وہ سینہ جو دکتے ہوئے زخموں کی لڑی ہے،اس سے اٹھی ہوئی ہوک چاند کی کرنوں میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح لفظ لفظ روشن ہوئی جا رہی ہے اور میں اس ہوک کی شدتوں میں کھو گیا ہوں۔

کتاب کے مشمولات پر کیا بات کی جائے کہ عائشہ الیاس نے میری کتاب ''صفحۂ خاک'' پر مضمون لکھا تو اختتام اس جملے پر کیا کہ غموں پر تبصرہ نہیں کیا جاتا۔ مجھے عائشہ کی یہ بات بہت اچھی لگی اور اس کے اس جملے کی خوشبو ہمیشہ میرے ساتھ رہتی ہے۔ مجھے بھی حیدر قریشی کے غموں پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا مگر اتنا ضرور کہنا ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتیں جنھیں ہم کبھی اہمیت نہیں دیتے،حیدر قریشی نے انھیں بھی کتاب کا حصہ بنا دیا ہے۔مبارکہ حیدر کی وفات کے بعد یہی چھوٹی چھوٹی باتیں کتنی اہمیت اختیار کر گئی ہیں اس کا اندازہ کتاب پڑھ کر ہی لگایا جا سکتا ہے۔

حیدر قریشی کی تحریروں میں مافوق الفطرت عناصر کا ہونا مجھے اکثر ایک اور منطقے میں لے جاتا ہے۔وہ جب بھی معلوم سے آگے بڑھتے ہیں تو ان کی تحریروں کی جاذبیت اور بھی نکھر جاتی ہے۔اس کتاب میں ایسے کئی واقعات درج ہیں جن کی توجیہہ نہیں کی جاسکتی۔یہ کتاب دراصل ایک ایسا مرقع ہے جس میں ماضی کی وہ تصویریں ہیں جن کی دل کشی دیدنی ہے۔حیرت ہے کہ حیدر قریشی لکھتے ہوئے کسی لفظ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتے۔مبارکہ حیدر کے بارے میں جس نے جو بھی لکھا، جو بھی کہا وہ اس کتاب میں موجود ہے۔واقعی یہ کتاب نہیں دل سے نکلی ہوئی وہ ہوک ہے جو سارے میں پھیل گئی ہے۔

https://www.punjnud.com/Articlesdetail.aspx?ArticleID=8002&ArticleTitle=Hayat%20e%20Mubarika%20Haider

معتبر اور اہم رشتے کی توقیر

ڈاکٹر راحیلہ خورشید
اسسٹنٹ پروفیسر،شہید بے نظیر بھٹو خواتین یونی ورسٹی پشاور

سوانح نگاری کا فن شخصیات کی جملہ خوبیوں کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔سوانح نگاری کے لیے ضروری ہے کہ ممدوح شخصیت بھی ہو۔ انبیاء، اولیاء، بزرگان دین،صحابہ کرام سیاسی و ادبی شخصیات سے لے کر عام شخصیات تک سوانحی حالات لکھ کر سوانح نگاروں نے اپنی عقیدت اور محبت کا وسیلہ اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔حتیٰ کہ ذاتی اور خون کے رشتوں میں سے ہر رشتے کے بارے میں لکھا گیا اور سراہا بھی گیا۔مگر معلوم نہیں کہ اس بات کو کیوں شجر ممنوعہ سمجھا جاتا ہے کہ بیوی کے اوصاف،حیات،خوبیاں اور قربانیاں بیان کی جائیں۔عورت کو جورُو کہہ کر اس پر طرح طرح کے لطیفے تو بن سکتے ہیں تاکہ سننے والے لوٹ پوٹ ہو جائیں۔مگر بیوی کی تعریف کر دینا آپ کو اس خطرناک فہرست میں لا کر کھڑا کر دے گا جسے جورُوؤں کے غلاموں کے لیے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ایسے حالات اور ایسے معاشرے میں اگر کوئی ادیب اپنی محبت کے اظہار کے لئے کسی مضمون،خاکے یا سوانحی کتاب کا سہارا لے تو اس کی بے باکی اور نڈری پر تمغہ جرات تو بنتا ہے اور ایسی ہی بے خوفی اور دلیری کا مظاہرہ حیدر قریشی نے کیا ہے۔حیدر قریشی نے اپنی زوجہ مرحومہ کی حیات پر کتاب لکھی۔ بیوی پر لکھنا حقیقت میں ایک ایسے منافقانہ ماحول میں ناممکن ہوتا ہے، جہاں آپ غزل میں اپنے محبوب کی تو کھلم کھلا تعریف بیان کر سکتے ہیں مگر اپنی بیوی کے ساتھ بات کرنے کے لیے تنہائی کا ہونا ضروری ہے۔

"حیات مبارکہ حیدر" کے پیش لفظ میں حیدر قریشی نے اپنی اس جسارت کی ضرورت اور اہمیت

بھی بیان کردی ہے۔وہ تحریر کرتے ہیں:

"ہمارے معاشرے میں زندگی کے معتبر اور اہم رشتوں کو بہت کم اہمیت دی جانے لگی ہے۔پنجابی اسٹیج ڈراموں اور ٹی۔وی کے بیشتر کامیڈی شوز میں بھی معتبر رشتوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔خود ہماری ادبی دنیا سے لے کر سوشل میڈیا تک مزاح اور لطیفوں کے نام پر معتبر رشتوں کی تضحیک کرنا شعار بنالیا گیا ہے۔یہ سب آٹے میں نمک جتنا ہوتا تو گوارا تھا۔ہنسی مذاق کے نام پر اس سارے طرزِ عمل سے معتبر اور اہم رشتے بے توقیر ہورہے ہیں۔اس سے کمزور ہوتا ہوا خاندانی نظام مزید شکستہ ہوجائے گا۔اگر ہمارے ادب سے تعلق رکھنے والے قلم کار اپنے اردگرد کے لوگوں کو موضوع بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے گھر کے اہم اور معتبر افراد کو بھی موضوع بنانے لگ جائیں تو امید ہے اس سے ایک اچھی روایت مستحکم ہوگی"(1)

مبارکہ حیدر کیا عظیم خاتون تھیں۔وفا کا پیکر،اخلاص سے بھرپور،ہمدرد اور ملنسار،دوست وغم خوار،زندگی کی طوفانی ہوا میں محفوظ گھر،تیز دھوپ میں پناہ گاہ،محبت میں سردی کی دھوپ کا لطف،ساتھ چلنے والی،ساتھ نبھانے والی،شوہر اور بچوں کے لیے جنت جیسی عافیت کا سامان رکھنے والی مبارکہ حیدر کی اپنی ان خوبیوں سے ان کے شناسا،ملنے والے تعلق دار،عزیز،رشتے دار،دوست،احباب سب واقف ہی ہیں۔مگر ہم جیسے پڑھنے والے جب ان کے اوصاف اور حیات کو اس کتاب کے ذریعے جانتے ہیں تو کبھی تو حسرت وارماں میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ کاش ایک بار مل لیے ہوتے اور کبھی خواہش مند ہوتے ہیں کہ ایسے اوصاف اللہ ہر بندے میں رکھے اور کبھی رشک میں مبتلا کہ ہم ایسے کیوں نہ ہوئے۔مبارکہ حیدر مرحومہ کی ذات میں اوصاف ہی اوصاف ہیں۔ہر پرت خوبیوں سے بھرپور،ہر رنگ خوبصورت،ہر پہلو دلنشین،ہر انداز دلفریب،ہر خوبی دوسری خوبی سے بڑھ کر۔حیدر قریشی نے آئینہ بن کر ان کی ایک ایک خوبی یوں بیان کردی ہے کہ پڑھتے جاؤ پھر پڑھو۔۔۔از سرِنو پڑھو،جی سیراب نہ ہوگا۔48 سالہ ازدواجی زندگی کے بھرپور ثمرات کا نچوڑ"حیات مبارکہ حیدر"ہے۔حیدر قریشی کی محبت اور مبارکہ حیدر کے اوصاف کا احاطہ کرنے کا عقیدت مندانہ انداز دیکھیں کہ محبت کی شیرینی لفظ لفظ سے ٹپک رہی ہے۔تحریر کرتے

ہیں:

"مبارکہ بالکل عام سی گھریلو بچی تھیں۔جو خاندان میں گھل مل کے رہنے کے ساتھ سگھڑ ہوتی گئیں،میری زندگی کے تنگ دستی اور مشکلات کے طویل دور کو انہوں نے خوش دلی کے ساتھ نہ صرف برداشت کیا بلکہ ہر قدم پر میرا ساتھ دیا۔کبھی میں حالات کے سامنے تھک جاتا تو وہ ہمت بندھاتیں بلکہ میری طاقت بھی بنتیں۔میرے گھر کو انہوں نے اپنے حسنِ انتظام سے سنبھالے رکھا۔کم عمری میں شادی،کم عمری میں ہی پانچ بچوں کی ماں بن جانا،غربت اور سماجی مشکلات میں گزر بسر کرنا،بعض طاقت وروں کی طرف سے ہمارے گھر کو توڑنے کی مسلسل سازش،ان سب معاملات کو مبارکہ نے نہایت سمجھداری کے ساتھ ہینڈل کیا،میرے حصے کے بہت سارے دکھ خود سہتی رہیں اور کبھی کسی سے ان معاملات کے حوالے سے میرا کوئی شکوہ نہیں کیا،مجھ سے کوئی شکایت نہیں کی"(2)

"حیات مبارکہ"حیدر قریشی کی تصنیف بھی ہے اور تالیف بھی۔یہ ادبی کارنامہ مختلف الانواع ہے۔اس لئے کہ اس میں حیدر قریشی کے تحریر کردہ مضامین بھی ہیں،ادیبوں دوستوں اور چاہنے والوں کے تحریر کردہ خاکے اور تاثرات بھی موجود ہیں۔جبکہ مبارکہ حیدر کے بچوں کی کاوشیں بھی ہیں اس عبارت سے کتاب کے مصنف ومؤلف نے خود ہی فہرست بندی کردی ہے۔

پہلا حصہ۔۔۔شعیب حیدر کی مکمل کتاب،ہماری امی مبارکہ حیدر

دوسرا حصہ۔۔۔ہماری امی مبارکہ حیدر پر لکھے گئے تبصرے تاثرات اور مضامین

تیسرا حصہ۔۔۔مبارکہ حیدر کی وفات کی خبر اور تعزیتی پیغامات

چوتھا حصہ۔۔۔جذبات واحساسات

پانچواں حصہ۔۔۔یادیں ہی یادیں

حیدر قریشی نے انتساب مبارکہ حیدر کے نام کیا ہے۔"حیات مبارکہ حیدر" کس کے نام ہوتی؟اس کا انتساب کس کو شایان تھا اس کا فیصلہ اور درست فیصلہ حیدر قریشی ہی کرسکتے تھے اور انہوں نے میرٹ پر یہ انتساب مرحومہ کے نام کرکے ساتھ یہ شعر بھی درج کردیا:

اک زخم کہ سب زخم بھلا ڈالے ہیں جس نے

اک غم کہ جو تا عمر بلونے کے لیے ہے (3)

پھر ایک اور شعر دیرینہ رفاقت کے خاتمے پر لگنے والے درد کا اس طرح احاطہ کرتا ہے:

ہم نے تیرے غم میں کوئی مالا نہیں پہنی

سینہ ہی دمکتے ہوئے زخموں کی لڑی ہے (4)

96 صفحات پر مشتمل کتاب "ہماری امی مبارکہ حیدر" صاحبزادہ شعیب حیدر کی کاوش ہے۔ شعیب حیدر نے جو کہ مبارکہ حیدر اور حیدر قریشی کی محبت کی اولین نشانی ہے۔ اپنی والدہ سے اپنی محبت اور عقیدت کو کمال افسانوی انداز میں تحریر کیا۔ اسلوب کی خوبی و عمدگی دال ہے کہ ادیب اور شاعر کا بیٹا بھی ادبی تحریر لکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ماں سے محبت کے اظہار کا کیا وسیلہ تلاش کیا۔ شعیب حیدر تحریر کرتے ہیں:

"یہ کتاب جو ہماری امی کے ذکر پر مشتمل ہے۔ ہم پانچ بھائی بہنوں کی جانب سے امی کے ساتھ محبت کے اظہار کی ایک صورت ہے" (5)

حیدر قریشی کے بچوں کا والدین کی شادی کی 44 ویں سالگرہ 4 (اپریل 2015) کے موقع پر اس کتاب سے بڑھ کر بھلا کیا تحفہ ہو سکتا تھا۔ حیدر قریشی نے آغاز، مبارکہ کے نام لکھے گئے خاکے "پسلی کی ٹیڑھ" سے کیا ہے۔ حیدر قریشی نے جہاں جہاں اور جس جس مضمون میں مبارکہ کے لئے لکھا۔ ان سب کو ایک مجموعہ کی شکل دے کر حیدر قریشی نے دوسرے خاکوں، یادوں اور انشائیوں میں ذکر" کتاب کا حصہ بنا ڈالا۔ "میں انتظار کرتا ہوں"، روشنی کی بشارت" افسانوں "سوئے حجاز میں ذکر" انٹرویوز میں ذکر" کتاب کی زینت اس لئے بنے۔ کہ اس میں شعیب حیدر کو والدہ کی خوشبو آتی ہے۔ شاعری بعنوان" پھاگن کی سفاک ہوا"، "ماہیا"، "نصف سلور جوبلی" یہ وہ حصہ ہے جہاں شعیب کے والد نے شعیب کی والدہ سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ نیز کالم، ادبی مقالات، انٹرویوز، خطوط، مضامین، کتابوں کے انتساب، انٹرنیٹ غرض جہاں جہاں مبارکہ کا ذکر ہے۔ اسے شعیب حیدر نے اپنی کتاب کی زینت بنا ڈالا ہے۔ ڈاکٹر انور سدید "ہماری امی مبارکہ

حیدر" کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"اب یہ بتانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حیدر قریشی کی تحریروں سے مرصع کی گئی ہے اور وہی اس کے بنیادی اور اولین مصنف ہیں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ " ہماری امی" اپنی نوعیت کی اولین کتاب ہے جس کی ترتیب و تدوین پر حیدر قریشی کے بچے مبارک باد کے مستحق ہیں" (6)

حیدر قریشی نے کتاب کے اگلے صفحات میں "ہماری امی مبارک حیدر" پر لکھے گئے تبصرے، تاثرات اور مضامین شامل کیے ہیں۔ اس حصہ میں احباب کے تبصرے و تاثرات بھی ہیں۔ ای میل اور میسج بھی درج کئے گئے ہیں۔ ان تاثرات میں جہاں اس ادبی کاوش کو سراہا گیا ہے وہیں مرحومہ کے ساتھ لگاؤ اور عقیدت کا پیغام بھی دیا ہے۔

"حیات مبارکہ حیدر" کا ایک اہم حصہ وفات کی خبر اور تعزیتی پیغامات ہیں۔ مبارکہ حیدر کا انتقال خاندان کے لئے تو قیامت سے کم نہیں تھا مگر عزیز، احباب، جان پہچان والے، طویل رفاقت والے بھی اور جن سے ایک بار ملاقات ہوئی تھی سب کے لئے یہ خبر انتہائی تکلیف دہ تھی۔ اس کا اندازہ ان لاتعداد میسیجز، ای میلز، خطوط، کالم اور مضامین سے ہوتا ہے جن میں مرنے والی کے اوصاف، پس ماندگان کے لئے صبر کے پیغامات اور دعائیں ہی دعائیں ہیں۔ شاہد ماہلی، مدیر اعلیٰ ماہنامہ " صبح اردو" دہلی، وقاص سعید (آسٹریلیا) طاہر عدیم صاحب (جرمنی) کی نظم" پیاری باجی مبارکہ صاحبہ کے وصال پر" اور ان کے علاوہ سوشل میڈیا کے ذریعے بھیجے گئے پیغامات کی ایک طویل فہرست ہے جسے حیات مبارکہ حیدر کی زینت بنایا گیا ہے۔ طاہر عدیم کی نظم کا آغاز ہی دل کو چھو لینے والا ہے:

صحن ویران ہے، خاموش ہے در تیرے بعد

گھر کسی طور بھی لگتا نہیں گھر تیرے بعد

روز دفناتا ہوں دے کر انہیں یادوں کا کفن

دل دریدہ تو بریدہ ہے جگر تیرے بعد

تکتا رہتا ہے کتابوں میں رکھے پھولوں کو

دل کے جزدان سے اک مور کا پر تیرے بعد(7)

''جذبات واحساسات''میں حیدر قریشی نے عزیز واقارب کے جذبات واحساسات کو ترتیب دیا ہے۔امریکہ سے خاندان کے بزرگ صادق باجوہ نے مبارکہ حیدر کی یادوں کو"چند یادداشتیں"میں پرویا ہے۔صادق باجوہ کی دعاؤں کا تاج مبارکہ کے سر پر جنت میں گلدستہ بن کر آویزاں رہے گا۔تحریر کرتے ہیں:

"ہم نے بھی صبر ورضا کا دامن تھامتے ہوئے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر اس کی مغفرت کی دعا کی۔اللہ تعالیٰ اس سے رحمت وشفقت کا سلوک کرتے ہوئے اسے جنت الفردوس میں داخل کرے"(8)

نازیہ خلیل عباسی (ایبٹ آباد) نے مضمون بعنوان"مبارکہ آنٹی"امریکہ سے راحت نوید نے"باجی سے بھابھی تک" عظمیٰ احمد نے جرمنی سے"میری پیاری آنٹی"" کنول تبسم کا مضمون"ایک سوال کا جواب" مبارکہ حیدر کی شخصیت کے خوب صورت گوشوں کو سامنے لا رہے ہیں۔نذیر بزمی'' نے اپنے مضمون'' مبارکہ حیدر۔۔ وفا کی دیوی'' مبارکہ حیدر کے اوصاف، خصوصیات،حیاتِ مبارکہ اور پھر ان کے ساتھ دلی لگاؤ اور ساتھ گزرے ہوئے لمحات کی یادیں اور دعاؤں کے زیور گہنے سجائے ہیں۔حیدر قریشی نے بجا تحریر کیا ہے:

"حیاتِ مبارکہ حیدر"کے آخر تک پہنچتے پہنچتے"یادیں ہی یادیں"کے تحت ہمارے پانچوں بچوں کے یادوں بھرے مضامین شامل کیے گئے ہیں۔پانچوں بچوں نے اپنی امی کی یادوں کو اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔یہاں یہ وضاحت کر دوں کہ یہ بچے مصنف بالکل نہیں ہیں۔شعیب اور عثمان نے تو اپنے مضامین لکھ کر دیئے جب کہ باقی بچوں نے یادوں کے نوٹس بنالیے۔باری باری ہر بچہ اپنے نوٹس میں درج یادیں میرے ساتھ شیئر کرتا اور میں انہیں ان پیج میں لکھتا جاتا۔لکھنے کے بعد ہر بچہ اسے پڑھتا اور ہر بار پہلے لکھے میں کچھ ردوبدل کراتا کہ یہ بات یوں نہیں بلکہ یوں ہے۔سو سارے بچوں کی یادیں ان کی اپنی ہیں۔میں صرف ان کا کمپوزر ہوں۔ایسا کمپوزر جو جملوں کی نشست،برخاست اور ساخت کو تھوڑا بہتر کرتا جاتا ہے"(9)

اس حصے کی ابتدا مبارکہ حیدر کی صاحب زادی درثمین انور کے مضمون"امی کی چند یادیں"سے کی گئی ہے۔جذبات سے بھرے تاثرات میں درثمین انور نے ماں سے اپنی انسیت کا بھرپور اظہار کیا ہے اس مضمون کو از حد سراہا گیا ہے اور حیدر قریشی نے ان میں سے چند تاثرات درج کر دیئے ہیں۔یقین کریں مضمون اور تاثرات دونوں ہی دل کو چھو لینے والے ہیں۔" کیا حکم ہے میری ماں"واقعی اولاد تو ماں کے حکم کی منتظر اور تعمیل کے لیے بے قرار ہوتی ہے۔طارق محمود حیدر کی یہ حسرت کہ ماں بلائے اور وہ کہیں" کیا حکم ہے میری ماں"دل کو مغموم کرنے والا تاثر ہے۔اس مضمون کو بھی تاثرات کے ذریعے سراہا گیا ہے۔بڑی صاحب زادی رضوانہ کوثر نے اپنی یادوں،محبت اور تڑپ کو "جدید داستان محبت"میں خوبصورت انداز اور دلکش آہنگ سے تحریر کیا ہے۔تحسین کے قابل اس مضمون پر تاثرات بھی داد کے قابل ہیں۔شفیق ماں کی یادوں اور باتوں کو عثمان حیدر نے"امی کی کچھ باتیں کچھ یادیں"میں لفظی محاکات میں بیان کر دیا۔ماں کی ایسی ہی ان مٹ یادوں کو آپ شعیب حیدر کی یادداشت"امی کی یادیں"میں پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ ماں کی یادوں کی تڑپ اولاد کے دل میں امڈ رہی ہے۔۔حیدر قریشی نے تین عشرے قبل"پسلی کی ٹیڑھ"(خاکہ) تحریر کیا تھا۔جس کے آخر میں تحریر ہے:

"اس خاکے کا دوسرا حصہ مبارکہ کی وفات کے بعد لکھوں گا یا میری وفات کے بعد وہ لکھے گی"(10)

گویا خاکے کو اس حصے کے ذریعے تکمیل مل گئی۔لفظ لفظ محبت سے بھرا،محبت بھی وہ جو دل میں اتر جانے والی،سطر سطر غم میں ڈوبی ہوئی اور غم بھی وہ جو دل کو گداز کر دے۔مضمون کا یہ حصہ مبارکہ کی خوشبو سے لبریز،خوشبو بھی وہ جو دل اور دماغ کو معطر کر دے۔جدائی میں بدلتی رفاقت،اور جدائی بھی وہ جو دل کو تڑپا جائے"غرض مضمون پڑھ کر آپ جہاں داستان عشق کو صادق پاتے ہیں۔وہیں آنکھوں کو نم ہونے سے روک نہیں پاتے۔

قارئینِ مکرم! "حیاتِ مبارکہ حیدر" کا اجمال،تکمیل،خلاصہ اور سفر"پسلی کی ٹیڑھ ہے۔اس محبت کو آفرین اور اندازِ محبت کو صد آفرین قبول ہو۔

حوالہ جات:

1۔حیدر قریشی،حیاتِ مبارکہ حیدر،ایم۔ایم پبلی کیشنز،دہلی،2019،ص8
2۔حیدر قریشی،حیاتِ مبارکہ حیدر،ایم۔ایم پبلی کیشنز،دہلی،2019،ص9
3۔حیدر قریشی،حیاتِ مبارکہ حیدر،ایم۔ایم پبلی کیشنز،دہلی،2019،ص2
4۔حیدر قریشی،حیاتِ مبارکہ حیدر،ایم۔ایم پبلی کیشنز،دہلی،2019،ص3
5۔حیدر قریشی،حیاتِ مبارکہ حیدر،ایم۔ایم پبلی کیشنز،دہلی،2019،ص9
6۔مطبوعہ روزنامہ نوائے وقت لاہور۔سنڈے میگزین۔14جون2015
7۔http://punjnud.com.
8۔صادق باجوہ"چند یادداشتیں"مشمولہ حیات مبارکہ حیدر
9۔حیدر قریشی،حیاتِ مبارکہ حیدر،ایم۔ایم پبلی کیشنز،دہلی،2019،ص16
حیدر قریشی،خاکہ"پسلی کی ٹیڑھ"

■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■

’’حیات مبارکہ حیدر‘‘

خالد یزدانی (لاہور)

’’پسلی کی ٹیڑھ (مبارکہ)‘‘۔۔۔۔شاعر‘ادیب اور محقق حیدر قریشی کا اپنی اہلیہ مبارکہ حیدر (مرحومہ) پر لکھا ایک ایسا تفصیلی خاکہ تھا‘ جو مرحومہ کی زندگی میں ہی لکھا گیا اور اس کو سب نے سراہا‘ کہ یہ خاکہ حقیقتاً اردو ادب کا ایک ’’اثاثہ‘‘ ہے اور پھر اہلیہ کی وفات کے بعد انہوں نے اس خاکے کا دوسرا حصہ لکھا جو’’نوائے وقت‘‘ کے میگزین میں ہی شائع ہوا‘ یہ خاکہ پہلے خاکے سے انتیس سال بعد لکھا گیا کہ’’پسلی کی ٹیڑھ‘‘ کے آخر میں قریشی صاحب نے لکھا تھا‘ اس خاکے کا دوسرا حصہ مبارکہ کی وفات کے بعد لکھوں گا یا میری وفات کے بعد وہ لکھے گی۔زیر نظر کتاب’’حیات مبارکہ حیدر‘‘ میں حیدر قریشی کے پیش لفظ کے بعد ان کے فرزند شعیب حیدر کی کتاب ہماری امی مبارکہ حیدر کو شامل کیا گیا ہے۔اس کے بعد اس کتاب پر لکھے انور سدید‘ گلزار‘ ترنم ریاض‘ صادق باجوہ، ناصر علی سید کے تاثرات‘ سید نصرت بخاری‘ عظیم انصاری پروفیسر عبدالرب استاذ‘ نسیم انجم‘ حمیرا حیات‘ زارا حیدر‘ فیصل عظیم کے ساتھ راقم کی آرا کو شامل کیا گیا ہے۔

وفات کی خبر اور تعزیتی پیغامات کے بعد جذبات واحساسات کے باب میں صادق باجوہ‘ عبداللہ جاوید‘ شہناز خانم عابدی‘‘ نازیہ خلیل عباسی‘ راحت نوید‘ عظمٰی احمد‘ کنول تبسم اور نذیر بزمی اور یادیں ہی یادیں کے باب میں درثمین انور‘ طارق محمود حیدر‘ رضوانہ کوثر‘ احمد عبدالرب عباس عبدالمنعم ‘ عثمان حیدر‘ کنول رعنا نوشی اور آخر میں حیدر قریشی کی’’ کچھ اور یادیں‘ کچھ اور باتیں‘‘ شامل ہیں۔
حیدر قریشی لکھتے ہیں مبارکہ کے بارے میں یہ کتاب مرتب کرتے ہوئے مجھے احساس ہوا کہ ہماری

شادی کی عمروں کا ذکر کرتے ہوئے میری طرف سے کہیں اٹھارہ برس اور چودہ برس لکھا گیا ہے اور کہیں انیس' اور پندرہ برس۔اس سلسلہ میں شروع میں وضاحت کر دوں کہ مبارکہ عمر میں مجھ سے چار سال چھوٹی تھیں۔ ہماری شادی کم عمری میں ہوئی' کم عمری کی شادی کے مسائل سے ہمارا بھی واسطہ پڑا لیکن اس کے باوجود مجموعی طور پر اپنی ازدواجی زندگی کے گزرے ہوئے 48 برسوں کو دیکھتا ہوں تو ہم نے کچی عمر کے بعض مسائل کے باوجود بھرپور زندگی گزاری۔مبارکہ ایک بالکل عام سی گھریلو بچی تھیں' جو خاندان میں گھل مل کر رہنے کے ساتھ ساتھ سگھڑ ہوتی گئیں' میری زندگی کے تنگ دستی اور مشکلات کے طویل دور کو انہوں نے خوشدلی کے ساتھ نہ صرف برداشت کیا بلکہ ہر قدم پر میرا ساتھ دیا۔زیرِ نظر کتاب ''حیات مبارکہ حیدر'' مرحومہ کے بارے حیدر قریشی اور ان کے بچوں کی یادوں پر مشتمل ہے جس کی سطر سطر پڑھنے والے کے دل پر اثر کرتی ہے۔کتاب بہترین طبع ہوئی ہے۔

مطبوعہ روزنامہ نوائے وقت لاہور۔اوورسیز پاکستانیز ایڈیشن۔6دسمبر 2019ء

سنڈے میگزین، روزنامہ نوائے وقت۔8دسمبر 2019ء

حیات مبارکہ حیدر

خالد یزدانی (لاہور)

''میری امی مبارکہ حیدر 27 مئی 2019ء کو جرمنی میں وفات پا گئی تھیں۔امی کی وفات کے بعد ابو (حیدر قریشی) نے ان کا خاکہ لکھا اور ہم پانچوں بہن بھائیوں کو پڑھنے کیلئے دیا۔ساتھ ہی کہا کہ اس میں کسی اہم کمی بیشی کی ضرورت ہو تو مجھے بتائیں۔امی کا خاکہ تو ابو نے بہت اچھا لکھا ہوا تھا' لیکن مجھے ایک دو باتیں یاد آئیں تو میں نے ابو کو بتایا کہ ان باتوں کو بھی خاکے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ابو نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد کہا کہ یہ باتیں اور ایسے ہی چند اور واقعات کو ملا کر آپ خود ایک مختصر سا مضمون بنالیں۔'' درِ ثمین انور کی مندرجہ بالا سطور ان کی والدہ مبارکہ مرحومہ پر لکھے مضمون ''امی کی چند یادیں'' کی ہیں۔ جو حیدر قریشی نے اپنی اہلیہ مبارکہ مرحومہ پر لکھی کتاب ''حیات مبارکہ حیدر'' میں شامل کیا ہے۔کتاب بارے حیدر قریشی پیش لفظ میں لکھتے ہیں۔

''مبارکہ کے بارے میں یہ کتاب مرتب کرتے ہوئے مجھے احساس ہوا کہ ہماری شادی کی عمروں کا ذکر کرتے ہوئے میری طرف سے کہیں اٹھارہ برس اور چودہ برس لکھا گیا ہے اور کہیں انیس اور پندرہ برس۔اس سلسلہ میں شروع میں ہی وضاحت کر دوں کہ مبارکہ عمر میں مجھ سے چار سال چھوٹی تھیں۔سرکاری دستاویزات میں میری پیدائش کا سال 1952ء کی بجائے 1953ء لکھا ہوا ہے۔چنانچہ اپنی عمر لکھتے ہوئے جب میں نے سرکاری ریکارڈ کو ملحوظ رکھا تو خود کو اٹھارہ برس کا لکھا اور چار سال کے فرق کے مطابق مبارکہ کو چودہ برس کا لکھا۔ہماری شادی کم عمری میں ہوئی۔کم عمری کی شادی کے مسائل سے ہمارا بھی واسطہ رہا' لیکن اس کے باوجود میں مجموعی طور پر اپنی ازدواجی زندگی

کے گزرتے ہوئے 48 برسوں کو دیکھتا ہوں تو ہم نے کچی عمر کے بعض مسائل کے باوجود بھر پور زندگی گزاری ہے۔ یہ بھر پور زندگی اپنے ثمرات کے لحاظ سے ایسے بہت سارے اعتراضات کو رد کرتی ہے جو کم عمری کی شادی پر عام طور پر کئے جاتے ہیں۔ کم عمری کی شادی کی مخالفت مغربی دنیا میں زیادہ ہے۔ ہمارے ملکوں میں کم عمری کی شادی کی جو مخالفت ہے وہ عام طور پر ’’پیرویٔ مغربی‘‘ کا نتیجہ ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ یہاں بچیوں کی شادی کے بغیر تیرہ سال کی مائیں بن جاتی ہیں اور اسے برا نہیں سمجھا جاتا۔‘‘

زیر نظر کتاب ’’حیات مبارکہ حیدر‘‘ بارے میں وہ مزید لکھتے ہیں۔’’ حیات مبارکہ حیدر کو ترتیب دیتے وقت میں نے پانچوں بچوں کی مشترکہ کاوش اور شعیب حیدر کی مرتب کردہ کتاب ہماری امی مبارکہ حیدر کو جوں کا توں اس میں شامل کر لیا۔ کتاب حیات مبارکہ حیدر کے آخر تک پہنچتے پہنچتے ’’یادیں ہی یادیں‘‘ کے تحت ہمارے پانچوں بچوں کے یادوں بھرے مضامین شامل کئے گئے ہیں۔ یہاں یہ وضاحت کر دوں کہ یہ بچے مصنف بالکل نہیں ہیں۔ شعیب اور عثمان نے تو اپنے مضامین لکھ کر دیدیئے جبکہ باقی بچوں نے یادوں کے نوٹس بنا لئے۔ ان پانچوں مضامین کی اشاعت پر جو تاثرات ملتے رہے' ان کا بھی ایک انتخاب ہر مضمون کے بعد شامل کر دیا۔‘‘

کتاب حیات مبارکہ حیدر کے مصنف حیدر قریشی کی ادبی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ راقم الحروف کا تعاون ان کی ایک کتاب سے ہوا جو بعد ازاں آدھی ملاقات (فون) تک جا پہنچا۔ جہاں تک حیدر قریشی کے ادبی سفر کا تعلق ہے تو ان کے حوالے سے ملکی اور مرتب کی گئی کتابوں کی تعداد نو کے قریب ہے جبکہ حیدر قریشی کے شعری مجموعے سلگتے خواب' عمرِ گریزاں' محبت کے پھول' دعائے دل' درد سمندر اور زندگی اسی طرح نثری کتابوں میں روشنی کی بشارت' کھٹی میٹھی یادیں' قربتیں فاصلے (انشائیے) سوئے حجاز (سفرنامہ)' تحقیق وتنقید میں بھی وزیر آغا کی عہد ساز شخصیت سمیت ماہیا کے حوالے سے بھی اہم کتابیں ان کی تحقیق کی مظہر ہیں۔ دیار غیر میں بیٹھ کر بھی وہ اردو ادب کی خدمت کر رہے ہیں۔ کتاب حیات مبارکہ کے فلیپ پر انور سدید کی رائے بھی شامل ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

’’ ایک مشرقی عورت ہونے کے ناتے مبارکہ بیگم کے بے لوث محبت کے عمل نے حیدر قریشی کو سرشار رکھا اور انہوں نے جب بھی قلم اُٹھایا تو موقع اور محل کے مطابق اپنی بیگم کا ذکر اس سلیقے سے کیا کہ مبارکہ بیگم کا کردار مثبت خطوط پر ابھرتا چلا گیا اور حیدر قریشی بھی اس الزام کی زد میں نہ آسکے کہ وہ جورو کے غلام ہیں۔ اس کی مثال خاکہ ’’پسلی کی پیڑھ‘‘ ہے جو ڈاکٹر وزیر آغا کے رسالہ ’’اوراق‘‘ میں شائع ہوا تھا تو حیدر قریشی نے اسے اپنی اہلیہ کی یادوں ہی سے سجایا اور انہیں بیوی کی بجائے ایسے مخلص ترین دوست کا درجہ دیا' جو بدخواہوں سے ورغلایا نہیں جا سکتا۔ اب یہ بتانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حیدر قریشی کی تحریروں سے مرصع کی گئی ہیاور وہی' اس کے بنیادی اور اولین مصنف ہیں۔ اس کتاب کے بیک ٹائٹل پر عبدالرب استاد (گلبرگ) کے چند اشعار درج ہیں۔

حیدر کے گھر میں ایک مبارک وجود تھا
ہر سمت جس سے نورِ وِلا کا ورود تھا
اپنے ہوں یا کہ غیر سبھی کے قریب تھا
وہ اک وجود سب کیلئے باسعود تھا
رشتوں کے سارے تار یہاں جھنجھناتے تھے
ان سب کو باندھ رکھے وہ ایسا سرود تھا
حیدر تو اپنی ذات میں بے مثل ہے مگر
بچھڑے ہوئے وجود میں گویا قیود تھا
ماہ صیام' عشرۂ آخر کی پہلی رات
جنت کے در پہ جا کے بھی گویا شہود تھا

زیر نظر کتاب ’’حیات مبارکہ حیدر‘‘ ان کی یادوں کا ایک ایسا گلدستہ ہے جو تادیر تروتازہ رہے گا۔

■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■

ہفت روزہ ندائے ملت لاہور۔ 19 دسمبر 2019ء

خصوصی نوٹ

خالد یزدانی (لاہور)

جرمنی میں مقیم شاعر،ادیب اور محقق حیدر قریشی کی اہلیہ مبارکہ حیدر کا گزشتہ سال انتقال ہو گیا تھا۔ان کی تدفین جرمنی میں ہی ہوئی۔مرحومہ کی وفات کے بعد حیدر قریشی نے ایک کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' بھی مرحومہ کے حوالے سے لکھی تھی۔

چند روز قبل امریکہ میں مقیم اردو، پنجابی کے استاد شاعر ادیب عبدالکریم قدسی نے ''مبارکہ محل'' کے نام سے جو تحریر قریشی صاحب کو بھجوائی وہ ان کے دلی جذبات کی غمازی کرتی ہے۔

■■■■■■■■■■■■■■

(روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور پاکستانیز اوورسیز ایڈیشن۔

22 جنوری 2021ء)

مبارکہ محل

عبدالکریم قدسی (امریکہ)

دولت و ثروت کے بل بوتے پر اگر تاج محل تعمیر ہو سکتے ہیں تو سچے جذبے اور سچے لفظوں کی دولت سے ''مبارکہ محل'' بھی تعمیر کئے جا سکتے ہیں۔''پسلی کی ٹیڑھ'' سے لے کر ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' تک ''مبارکہ محل''،تعمیر کرنے کے بعد ابھی اس کی تزئین و آرائش کا کام زور و شور سے جاری ہے۔جیون ساتھی کی زندگی میں اس کے لئے بہانے بہانے سے ''حرفِ خیر'' لکھنا،اس کی وفات کے بعد بھی بیماریوں کی یلغار کے باوجود یہ سفر جاری رکھنا بڑے جگر گردے کا کام ہے۔

آنے والے اس تعلقِ خاطر کی سچائی کو سراہتے ہوئے جناب حیدر قریشی کی اس چاہت،قدر دانی،مہذب لب و لہجہ اور نرم و لطیف جذبوں کا رشک سے ذکر کیا کریں گے۔

■■■■■■■■■■■■■■

(روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور پاکستانیز اوورسیز ایڈیشن۔

22 جنوری 2021ء)

مبارکہ محل

ذرا ٹھہر سنبھل کے آ، مبارکہ محل ہے یہ
چراغِ دل جلا ذرا مبارکہ محل ہے یہ
یہاں جو تو نے کہہ دیا تو اعتبار کر لیا
خدا کی تُو قسم نہ کھا مبارکہ محل ہے یہ
تو آکے میرے پاس بیٹھ، مسکرا کے بات کر
یہاں ہے کیوں بجھا بجھا مبارکہ محل ہے یہ
جو مجھ سے ملنا ہو اگر یہیں پہ پاؤ گے مجھے
یہی مرا اتا پتا مبارکہ محل ہے یہ
گلے لگا لیا تو پھر گِلے تمام ختم شد
تو کھل کے قہقہہ لگا مبارکہ محل ہے یہ
وفا و مہر کا مقام ہے یہاں کسی کو بھی
نہ دیجیے گا بد دعا مبارکہ محل ہے یہ
یہاں پہ ظلمتوں کا داخلہ منع نہیں مگر
تو مسکرا، دیا جلا مبارکہ محل ہے یہ

عبدالکریم قدسی، امریکہ

مبارکہ حیدر: بہترین ہم سفر، بہترین شخصیت

نازیہ خلیل عباسی (میران شاہ)

گزشتہ برس جب سوشل میڈیا پر عورتوں کے حقوق کے حوالے سے گرما گرم بحث جاری تھی اور ۸ مارچ کو عورتوں کے عالمی دن کی تیاریاں زور شور پر تھیں اور کہا جا رہا تھا عورت مارچ خواتین کے لیے مسلسل کم ہوتی ہوئی اسپیس کے لیے آواز بلند کرنے کا نام ہے۔ظلم کے خلاف کھڑا ہونا، اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرنا ہر عورت کا بنیادی حق ہے۔ان حالات میں دنیا بھر کرونا وائرس کے بڑھتے ہوئے وار نے باقی تمام سرگرمیوں کو ختم کر دیا، سب لوگ مقید ہو کر رہ گئے۔ان حالات میں حیدر قریشی کی مرتب کی گئی کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' کو تفصیل سے پڑھنے کا موقع ملا۔کتاب کے سرورق پر اُن کی زندگی کے چار اہم ادوار کی تصاویر نے انسانی زندگی کی تغیراتی چال کی داستان سنا ڈالی۔

پہلے صفحہ پر قرآن پاک کی سورۃ البقرہ کی آیت مبارکہ ''تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم اپنی بیویوں کا لباس ہو۔'' کے حوالے نے مجھے دورِ حاضر کی اس بیوی کے کردار پر بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔مبارکہ حیدر کی زندگی میں جب ایک مقالہ نگار نے اُن سے یہ سوال کیا کہ آپ دونوں میاں بیوی میں مکمل ہم آہنگی ہے؟ تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ''ایک جائز تعلق میں جتنی ہم آہنگی ہو سکتی ہے اتنی ہم دونوں میں ہے، ویسے ہمارے Taste ایک دوسرے سے بالکل متصادم ہیں مگر رشتہ بہت ہی پکا ہے۔مرنے کے بعد بھی نہ ٹوٹنے والا۔'' اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رشتہ مرنے کے بعد بھی نہ تو حیدر قریشی کے دل و دماغ سے دور ہوا نہ ہی ان کے قلم

نے اسے فراموش کیا۔ حیدر قریشی کی مرتب کردہ کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' جب مبارکہ حیدر کی وفات کے نہایت مختصر عرصے کے بعد منظر عام پر آئی تو جہاں بہت سے لوگوں کو ان دونوں شخصیات کی زندگی کے بارے میں مزید جاننے کا موقع ملا وہاں جس بات نے مجھے متاثر کیا وہ یہ تھی کہ اپنی علالت اور ہسپتالوں کے چکروں یہاں تک کہ ہسپتال میں داخل ہونے کے باوجود بھی حیدر قریشی اس کتاب کو مرتب کرتے رہے۔ اپنے ہم سفر کی جدائی نے زندگی کی بے ثباتی کے احساس کو مزید شدید کر دیا اور حیدر قریشی اپنی علالت اور کمزوری کے باوجود جلد از جلد اس کتاب کو منظر عام پر لانا چاہتے تھے جس میں وہ کامیاب بھی ہوئے۔ عمر کے ایسے حصے میں جہاں پے در پے بیماریوں کے حملے انسانی دماغ پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں وہاں حیدر قریشی نے یہ ثابت کیا کہ وہ ذہنی اور جذباتی طور پر کس قدر مضبوط انسان ہیں اور اس کی بنیادی وجہ ان کا اپنی شریک حیات سے وہ مضبوط رشتہ ہے جسے اپنے بے لوث پیار، محبت، وفا، خدمت اور دوستی سے مرحومہ سینچتی رہیں اور اپنی زندگی میں ہی یہ دعویٰ کر دیا کہ ''ہمارا رشتہ بہت ہی پکا ہے، مرنے کے بعد بھی نہ ٹوٹنے والا'' اور وقت نے اس وعدے کی صداقت کو ثابت کیا۔

حیدر قریشی اور مبارکہ حیدر جس کم عمری میں رشتہ ازدواج میں بندھے اور ساری عمر یک جان دو قالب کی طرح رہے تو ایسے مضبوط اور گہرے رشتے میں دونوں نے اپنے اپنے کردار کو اس رشتے کے حقیقی تقاضے کے مطابق نبھایا۔ دونوں نہ صرف ایک دوسرے کا لباس بنے بلکہ حیدر قریشی نے تو اِس دنیا میں اپنے شریک سفر کے بچھڑ جانے کے بعد بھی اس لباس کی تزئین و آرائش کچھ ایسے انمٹ نقوش و نگار سے کی کہ مرحومہ پر بہ حیثیت ایک عورت رشک کیا جا سکتا ہے اور یہ بات سمجھ آنے لگتی ہے کہ عورت پوری دنیا کے سامنے جب اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھاتی ہے تو مختلف مکتب فکر کے لوگ اس پر مختلف آرا کا اظہار کرتے ہیں لیکن جب ایک عورت ''مبارکہ حیدر'' کی طرح اپنے شوہر سے بے لوث محبت کر کے جو مقام حاصل کرتی ہے وہ کسی تحریک، کسی لانگ مارچ، کسی پوسٹر کا محتاج نہیں۔ حیدر قریشی کی صحت اور زندگی کے لیے دُعا کرنے والوں کی کمی نہیں لیکن ایک مرد اگر اپنی بیوی کی قبر پر لگے کتبے پر مرحومہ کے نام کے ساتھ اپنا نام اور تاریخ پیدائش لکھ کر

تاریخ وفات کی جگہ خالی چھوڑ دے اور اپنی زندگی میں اپنی بیوی کے پہلو میں خود اپنا مدفن مختص کر لے تو گویا آج کے دور میں یہ محبت کی ایسی مثال ہے جیسی شاہ جہاں نے اپنی زوجہ ممتاز کے لیے تاج محل تعمیر کر کے قائم کی تھی۔ بادشاہِ وقت نے اپنی محبت کا اظہار اپنی مرحومہ بیگم کے لیے اس انداز میں کیا جب کہ حیدر قریشی جیسی ادبی شخصیت نے اپنی شریکِ سفر سے محبت کا اظہار اس انداز میں کیا جس کے بغیر زندگی کی وقعت نہیں رہی، جس کا اندازہ حیدر قریشی کے اس شعر سے لگایا جا سکتا ہے جو دونوں کے مشترکہ کتبے پر درج ہے:

اور تھے حیدر جو اِس کی چاہ میں مرتے رہے
ہم نے الٹے ہاتھ سے جھٹکی ہوئی ہے زندگی

مبارکہ حیدر ایک صاف دل کی سچی اور ہمدرد خاتون تھیں۔ اگر چہ اُن کا ادب سے تعلق نہیں تھا لیکن ان کا وجود حیدر قریشی کی ادبی صلاحیتوں کو متحرک رکھنے میں سب سے اہم رہا جس کا اعتراف حیدر قریشی نے اپنی تحریروں میں برملا کیا۔ حیدر قریشی کا یہ ماہیا دونوں میاں بیوی کے گہرے رشتے کی ترجمانی کرتا ہے۔

بیوی
اک روح کا قصہ ہے
میرے بدن ہی کا
جو گم شدہ حصہ ہے

حیدر قریشی نے اپنا مدفن مبارکہ کے پہلو میں مختص کر کے بدن کے رشتے کو اور اپنی محبت کے انمول رنگوں کو ادب کے قالب میں ڈھال کر روح کے رشتے کی گہرائی اور سچائی کو ثابت کیا اور یہ قابلِ رشک مقام بہت ہی کم خواتین کے حصے میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محبتوں کے یہ لازوال رنگ قائم رہیں اور وفاؤں کی یہ دھنک اس رشتے میں جڑے تمام جوڑوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو۔ (آمین)

حیاتِ مبارکہ حیدر (حیدر قریشی کی یادداشتیں)

حمیرا اطہر (کراچی)

حیدر قریشی کی مرتب کردہ کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' موضوع کے اعتبار سے اپنی نوعیت کی پہلی اور اَچھوتی کتاب ہے۔ حیدر قریشی کا نام ادبی دنیا میں بہت جانا پہچانا ہے۔ آپ نہ صرف شاعر ہیں بلکہ اچھے نثر نگار بھی ہیں۔ ادب کی ہر صنفِ سخن میں خامہ فرسائی کر کے خود کو منوا چکے ہیں۔ نظم و نثر میں اب تک ان کی ستائیس کتابیں شائع ہو کر قبولِ عام کی سند پا چکی ہیں۔ اور یہ ستائیسویں کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' ہے جو اُن کی اپنی مرحومہ بیوی مبارکہ حیدر کی یادوں سے مرصع ہے۔ اِس بارے میں اُنہی کا شعر ہے:

ہم نے ترے غم میں کوئی مالا نہیں پہنی
سینہ ہی دمکتے ہوئے زخموں کی لڑی ہے

اِس ایک کتاب میں دراصل دو کتابیں شامل ہیں۔ پہلی کتاب حیدر قریشی اور اُن کی اہلیہ مبارکہ حیدر کے بچوں کی مرتب کردہ ہے جو ''ہماری امی مبارکہ حیدر'' کے نام سے اُن کے بڑے بیٹے شعیب حیدر نے 2015 میں مرتب کر کے شائع کی۔ یہاں مَیں نے لفظ ''مرتب'' یوں استعمال کیا ہے کہ اِس میں حیدر قریشی کی تحریروں اور کچھ دیگر ادیبوں کے مضامین و خطوط سے وہ اقتباسات شامل کئے گئے ہیں جن میں مبارکہ حیدر کا تذکرہ ہے۔ اِس کتاب کی وجۂ اشاعت بتاتے ہوئے شعیب حیدر نے پیش لفظ میں لکھا ہے:

''کیا ضروری ہے کہ پہلے ماں کے مرنے کا انتظار کیا جائے اور پھر ماں کو یاد کرتے ہوئے

کوئی کتاب ترتیب دی جائے؟''

اِن کے نزدیک زیادہ اچھی بات یہ ہے کہ ایسا کام ماں کی زندگی ہی میں کر لیا جائے اور ''ماں کی روح کو خوش کرنے کی بجائے کیوں نہ جیتی جاگتی ماں کو اُس کی روح سمیت خوش کیا جائے۔''

یقیناً یہ بہت اچھی اور مثبت سوچ ہے۔ مناسب ہوگا کہ شعیب حیدر ایسی ہی ایک کتاب اپنے ابو حیدر قریشی کے بارے میں بھی شائع کریں۔ خیر.... یہ تو جملۂ معترضہ تھا، واپس کتاب کی طرف آتے ہیں۔ بقول شعیب حیدر، جب بھائی بہنوں میں اِس بات پر اتفاق ہو گیا تو سوال یہ پیدا ہوا کہ کتاب کون لکھے؟ کیوں کہ اِن میں سے کسی نے بھی وراثت میں باپ کا قلم نہیں لیا۔ یہاں ان کے دانش ور ابو نے مشکل آسان کی اور صلاح دی کہ ''بجائے اِس کے کہ خود بھی لکھو اور دوسرے عزیز و اقارب سے بھی لکھوانے کا جتن کرو، بہتر ہے میری مختلف تحریروں میں آپ لوگوں کی امی کا جو ذکر موجود ہے، اُسی کو یک جا کر لو۔ میری تحریروں میں اِن کا اتنا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ لوگ اسی کو مرتب کر کے اپنی ماں کو مزید خوش کر سکتے ہیں۔''

چناں چہ ایسا ہی کیا گیا۔ یکم مارچ 2015 کو یہ ساری باتیں ہوئیں اور 4 اپریل 2015 کو اپنے ابو اور امی کی شادی کے چوالیس سال مکمل ہونے کے موقعے پر کتاب اپنے اختتام کو پہنچ گئی۔ یوں یہ اُ کی شادی کی چوالیسویں سالگرہ کا تحفہ بن گئی۔

ہمارے پورے اردو ادب (نظم و نثر) کا جائزہ لیا جائے تو بیویوں کا ذکر سرسری انداز میں یا پھر اُن کا مذاق اُڑاتے بلکہ تضحیک کرتے ہوئے ملے گا۔ بجائے اِس کے کہ مَیں اِس کی تفصیل بیان کروں، شعیب حیدر اور حیدر قریشی کی رائے لکھنا زیادہ مناسب ہوگا کہ یہاں ''مَیں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے'' والا معاملہ ہے۔

شعیب حیدر ''ہماری امی مبارکہ حیدر'' کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

ایسے ماحول میں جہاں اردو کے شاعر اور ادیب کبھی اپنے سماج کی عکاسی کر رہے ہوتے ہیں یا سماج کی اصلاح کر رہے ہوتے ہیں اور کبھی کائنات بلکہ کون و مکاں کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں، نہیں کرتے تو صرف اپنے بیوی بچوں اور خاندان کا ذکر نہیں کرتے۔ افسوس یہ ہے کہ اردو کے

بعض نام ور ادیبوں نے اپنی یادوں اور سوانح میں بھی بیوی کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اگر ذکر کیا ہے تو بہت ہی سرسری سا۔''

اُنہوں نے یہ امید بھی ظاہر کی ہے کہ ''ممکن ہے اِس کتاب کی اشاعت کے بعد شاعروں اور ادیبوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ اُن کے لفظوں کی دنیا پر اُن کی بیوی اور بچوں کا بھی تھوڑا بہت حق ہے۔''

اِسی طرح حیدر قریشی اپنی کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

''ہمارے معاشرے میں زندگی کے معتبر اور اہم رشتوں کو بہت کم اہمیت دی جانے لگی ہے۔ پنجابی اسٹیج ڈراموں اور ٹی وی کے بیش تر کامیڈی شوز میں بھی معتبر رشتوں کا مذاق مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ خود ہماری ادبی دنیا سے لے کر سوشل میڈیا تک مزاح اور لطیفوں کے نام پر معتبر رشتوں کی تضحیک کرنا شعار بنا لیا گیا ہے۔ یہ سب آٹے میں نمک جتنا ہوتا تو گوارا تھا۔ ہنسی مذاق کے نام پر اِس سارے طرزِ عمل سے معتبر اور اہم رشتے بے توقیر ہو رہے ہیں۔ اِس سے کم زور ہوتا ہوا خاندانی نظام مزید شکستہ ہوتا جائے گا۔ اگر ہمارے ادب سے تعلق رکھنے والے قلم کار اپنے اردگرد کے لوگوں کو موضوع بنانے کے ساتھ اپنے گھر کے اہم اور معتبر افراد کو بھی موضوع بنانے لگیں تو امید ہے، اِس سے ایک اچھی روایت مستحکم ہو گی۔''

شعیب حیدر کی مرتب کردہ کتاب ''ہماری امی مبارکہ حیدر'' 96 صفحات پر مشتمل ہے جس میں حیدر قریشی کی اپنی اہلیہ کے بارے میں لکھی گئی تحریروں کے اقتباسات کے علاوہ ان کے خاکے ''پسلی کی ٹیڑھ'' (جو لگ بھگ 29 سال پہلے لکھا گیا اور اُس کے آخر میں یہ نوٹ بھی شامل تھا کہ 'اِس خاکے کا دوسرا حصہ مبارکہ کی وفات کے بعد لکھوں گا یا میری وفات کے بعد وہ لکھے گی۔')، دو افسانے اور سفرِ عمرہ کی روداد 'سوئے حجاز' سے بھی اقتباسات شامل ہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' میں حیدر قریشی نے اپنی اہلیہ مبارکہ کی ایک اِک یاد کو چن چن موتی کے دانوں کی طرح پرو کر یادوں کی تسبیح بنا لی ہے۔ اُنہوں نے پہلے حصے میں ''ہماری امی مبارکہ حیدر'' اور دوسرے حصے میں اُس پر شائع ہونے والے تمام تبصروں اور تاثرات کو بھی

شائع کر کے محفوظ کر دیا ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ مبارکہ حیدر کی وفات کے بعد موصول ہونے والے تمام تعزیتی پیغامات، مضامین اور ''پسلی کی ٹیڑھ'' کا دوسرا حصہ بھی شامل ہے۔ سب سے اہم وہ مضامین ہیں جو اُن کے پانچوں بچوں (تین بیٹوں اور دو بیٹیوں) نے اپنی ماں کی وفات کے بعد لکھے۔ ان سب نے اپنی ماں کو اپنے اپنے انداز سے دیکھا اور برتا تھا۔ لہٰذا، اُن کی تحریروں سے بھی مبارکہ بیگم کے بارے میں مختلف النوع گوشے اجاگر ہو گئے ہیں۔

''پسلی کی ٹیڑھ'' کے دوسرے حصے میں حیدر قریشی لکھتے ہیں:

دس سال پہلے 2009 میں میرے ایک خواب میں مجھے بتایا گیا تھا کہ اِسی سال دسمبر میں، مَیں نے فوت ہو جانا ہے۔ اُنتیس سال پہلے لکھے گئے خاکے سے لے کر دس سال پہلے کے خواب تک، میرے اور مبارکہ کے درمیان یہ مقابلہ رہا کہ پہلے مَیں نے اگلی دنیا میں جانا ہے۔ بالآخر مبارکہ نے ایک بار روہانسی ہو کر کہا کہ آپ میرے بعد بھی ہمت کر کے جی لیں گے لیکن مَیں آپ کے بعد نہیں جی سکوں گی۔ سو ہمارا پہلے مرنے کی خواہش کا معاملہ معلق سا ہو گیا۔ لیکن یکم جنوری 1956 کو پیدا ہونے والی مبارکہ اب 27 مئی 2019 کو میرے جیتے جی فوت ہو کر مجھ سے بازی لے گئیں۔''

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

''مبارکہ کو چڑیاں پالنے کا بہت شوق تھا لیکن عجیب بات ہے کہ ہمیشہ تین چڑیاں پنجرے میں رکھیں۔ گزشتہ دس برس (2009 سے 2019 تک) کے عرصے میں ایک دو برس چھوڑ کر تقریباً ہر سال ہی مبارکہ کو ایمرجنسی میں لے جانا پڑتا تھا۔ ہر بار چند دن کی افراتفری کے بعد ایسا ہوتا کہ گھر میں ایک چڑیا مر جاتی اور اُدھر مبارکہ بیگم ہسپتال میں ٹھیک ہو جاتیں۔ ٹھیک ہو کر گھر آتیں تو پھر ایک اور چڑیا لا کر دو کو تین کر دیتیں۔ اِس بار مبارکہ گھر پر ہی رہیں اور دس منٹ میں دوسری دنیا کی طرف سدھار گئیں۔ کسی چڑیا کو اپنی مالکن کے لئے قربانی دینے کی مہلت ہی نہیں ملی۔ یہ سب اتفاق ہی ہو گا لیکن عجیب اتفاق ہے!''

قریباً ڈھائی سو صفحات پر مبنی یہ کتاب حیدر قریشی کی اپنی بیگم کے بارے میں کھٹی میٹھی یادوں بلکہ یادوں در یادوں سے سجی ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ 1996 میں جب مبارکہ بیگم سنگین

بیماری میں مبتلا ہوئیں تو حیدر قریشی نے ایک شعر کہا:

دیکھو مجھے اِس حال میں مت چھوڑ کے جانا
دل پر ابھی مَیں نے کوئی پتھر نہیں رکھا

غرض یہ کتاب ایک محبت شعار شوہر کی طرف سے اپنی وفادار اور محبت شعار بیوی کی 48 سالہ رفاقت پر ایسا خراجِ عقیدت ہے جو شاید ہی آج تک کسی نے پیش کیا ہو۔

اِس کا سرورق مبارکہ بیگم کی زیست کے چار مختلف ادوار کی تصاویر سے سجایا گیا ہے۔

اِپنے تبصرے کے اختتام کے لئے حیدر قریشی کے مضمون ''پسلی کی ٹیڑھ'' کے دوسرے حصے کی یہ سطر مناسب ترین معلوم ہوتی ہے:

''قرآن شریف میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہا گیا ہے۔ مبارکہ زندگی بھر میرے لئے لباس بھی تھیں اور فل اوورکوٹ بھی۔''

■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■

حیاتِ مبارکہ حیدر......ایک محبت......ایک معمہ

ڈاکٹر سید عارف مرشدؔ (گلبرگہ یونیورسٹی، گلبرگہ)

زیرِ نظر کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' ایک ایسی عورت کی کہانی ہے جس نے ایک اچھے بھلے انسان کو ایک بڑا ادیب بننے میں اپنا اہم کردار نبھایا۔ میری مراد حیدر قریشی سے ہے۔ جی ہاں یہ وہی حیدر قریشی ہیں جنہوں نے عوامی گیت کو ادبی ماہیہ کا درجہ عطا کیا۔ جن کی بدولت ماہیہ آج ایک صنف کی حیثیت رکھتا ہے۔ حیدر قریشی نے جہاں ماہیے لکھئے وہیں غزل، نظمیں یادداشت نگاری، خاکہ نگاری، سفرنامہ نگاری کے علاوہ تنقیدی مضامین بھی لکھ کر دنیا ادب میں اپنی منفرد پہچان بنائی۔ اردو ادب کو پوری دنیا میں روشناس کروایا خصوصا مغربی مما لک میں حیدر قریشی صفحہ اول کے ادیب وصحافی جانے اور مانے جاتے ہیں۔ حیدر قریشی نے ایک رسالہ ''جدید ادب'' کا اجرا کیا جو پہلے پاکستان میں شائع ہوتا رہا پھر جرمنی سے شائع ہوا۔ جدید ادب دراصل ایک کتابی سلسلہ رہا جس کے اجرا کیلئے جو مشکلات پیش آئی اور اس میں ان کی اہلیہ ''مبارکہ حیدر'' کا کیا رول رہا حیدر قریشی کے خاکے ''پسلی کی ٹیڑ'' کے اس اقتباس سے پتہ چلتا ہے۔

''میں نے کتابی سلسلہ ''جدید ادب'' جاری کیا۔ اس میں مبارکہ کی تمناؤں کا لہو شامل تھا۔ ہر شمارے کے ساتھ اس کا ایک آدھ زیور بک جاتا۔ اس اللہ کی بندی نے اس دفعہ بھی تکرار نہیں کی۔ جب تک اس کا زیور ساتھ دیتا رہا ''جدید ادب'' جاری رہا۔ زیور ختم تو ''جدید ادب'' بھی بند ہوگیا۔ میرے اچھے برے ہر طرح کے کاموں میں ہمیشہ میرا ساتھ دیا۔ کسی نازک موڑ پر آ کر اگر ساتھ دینا ممکن نہیں رہا تو اس نے کنارے پر کھڑے ہو کر نظارہ کیا مگر مجھے دباؤ ڈال کر روکنے کی کوشش نہیں کی'' (کتاب 'حیات مبارکہ حیدر' مضمون پسلی کی ٹیڑھ' (خاکہ) ص ۱۳)

جہاں اتنا سپورٹ ہو اتنی قربانیاں اور اپنائیت ہو، دونوں میاں بیوی ایک گاڑی کے دو

بیل کی طرح ایک دوسرے کے اشارے پر چلتے ہوں منزلیں خود بہ خود آسان ہوتی اور نزدیک چلی آتی ہیں۔ وہیں ایک اچھا معاشرہ، اچھا ادب پروان چڑھتا ہے۔ حیدر قریشی کی ادبی دنیا بہت وسیع ہے۔ وہ اپنے یہاں چند شعری مجموعے، چند نثری کاوشیں، چند کتابیں یا چند یادیں نہیں رکھتے بلکہ ایک پوری ادبی کائنات رکھتے ہیں۔ اس لنک پر حیدر قریشی کی تمام ادبی کاوشیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ یا http://my27books.blogspot.com/ پر کتابیں ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہیں۔

''حیاتِ مبارکہ حیدر'' حیدر قریشی کی ترتیب دی گئی 256 صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔ جس کے صفحہ 1 تا 96 ''ہماری امی مبارکہ حیدر'' مرتب شعیب حیدر (مکمل کتاب) ہے۔ صفحہ 97 تا 256 مذکورہ کتاب پر لکھئے گئے مضامین وتبصرے ہیں۔ یہ دونوں کو ملا کر حیدر قریشی نے بڑے دلکش انداز میں ایک نئی کتاب ترتیب دی ہے۔ اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک تو ''ہماری امی مبارکہ حیدر'' مکمل کتاب اور دوسرے حصے میں اس پر تاثرات ومضامین، دوسرے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جو اس طرح ہیں۔ ''ہماری امی مبارکہ حیدر'' پر لکھے گئے تبصرے: تاثرات اور مضامین، وفات کی خبر اور تعزیتی پیغامات، جذبات واحساسات، یادیں ہی یادیں، دوسرے حصے میں جملہ 44 مشمولات شامل ہیں۔ اس میں منظوم تاثرات، انتقال پر اظہار افسوس، تعزیتی پیغام، خاندان کے لوگوں کے جذبات واحساسات وغیرہ شامل ہیں۔

''ہماری امی'' کتاب پر ڈاکٹر انور سدید کے اظہار خیال سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں۔

''ایک مشرقی عورت ہونے کے ناتے مبارکہ بیگم کے بے لوث محبت کے عمل نے حیدر قریشی کو سرشار رکھا اور انہوں نے جب بھی قلم اٹھایا تو موقع اور محل کے مطابق اپنی بیگم کا ذکر اس سلیقے سے کیا کہ مبارکہ بیگم کا کردار مثبت خطوط پر ابھرتا چلا گیا اور حیدر قریشی بھی اس الزام کی زد میں نہ آسکے کہ وہ جورو کے غلام ہیں۔ اس کی مثال ان کا خاکہ ''پسلی کی ٹیڑھ'' ہے جو ڈاکٹر وزیر آغا کے رسالہ ''اوراق'' میں شائع ہوا تھا تو حیدر قریشی نے اسے اپنی اہلیہ کی یادوں سے ہی سجایا تھا اور انہیں بیوی کی بجائے ایسے مخلص ترین دوست کا درجہ دیا تھا جو بدخواہوں سے ورغلایا نہیں جاسکتا۔ اب یہ بتانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حیدر قریشی کی تحریروں سے مرصع کی گئی ہے اور

وہی اس کے بنیادی اور اولین مصنف ہیں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ ''ہماری امی'' اپنی نوعیت کی اولین کتاب ہے جس کی ترتیب وتدوین پر حیدر قریشی کے بچے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ سرورق پر مبارکہ حیدر کی تصویر ہے۔ یہ تصویر ان کی اپنی ہے لیکن سر پر ٹوپی حیدر قریشی کی ہے جو ان کے ''سرتاج'' ہیں۔ (ڈاکٹر انور سدید)

پروفیسر عبدالرب استاد کے منظوم اظہار تعزیت کے چند شعر ملاحظہ کریں جو کتاب کے بیاک کور پر دیا گیا ہے۔

حیدر کے گھر میں ایک مبارک وجود تھا
ہرسمت جس سے نورِ ولا کا ورود تھا
اپنے ہوں یا کہ غیر، سبھی کے قریب تھا
وہ اک وجود سب کے لئے باسعود تھا
رشتوں کے سارے تار یہاں جھنجھناتے تھے
ان سب کو باندھ رکھے وہ ایسا سرود تھا
حیدر تو اپنی ذات میں بے مثل ہے مگر
بچھڑے ہوئے وجود میں گویا قیود تھا
ماہِ صیام، عشرۂ آخر کی پہلی رات
جنت کے در پہ جا کے وہ گویا شہود تھا

کتاب کا انتساب ''مبارکہ کے نام'' ہے۔ اور ایک شعر بھی پیش کیا گیا ہے۔

اک زخم کہ سب زخم بھلا ڈالے ہیں جس نے
اک غم کہ جو تاعمر بلونے کے لیے ہے

اگلے صفحے پر ایک شعر

ہم نے ترے غم میں کوئی مالا نہیں پہنی
سینہ ہی دمکتے ہوئے زخموں کی لڑی ہے

پیش کیا گیا ہے۔فہرست کے بعد ایک ماہیا جو کہ مبارکہ حیدر کے سانحہ ارتحال کے بعد والی حیدرقریشی کی کیفیت کودرشاتا ہے۔

نہیں،ہم نہیں روئے تھے
چاندکی کرنوں میں
کچھ موتی پروئے تھے

بہرحال ایم ایم پبلی کیشن دہلی سے مع آئی ایس بی این،چھپی یہ کتاب جس کی قیمت صرف دو سوروپئے ہے۔۔اس کتاب کو پڑھنے سے بہت سارے سوالوں کے جواب مل سکتے ہیں۔

سونی سونی ہے ہر اک راہ گزر تیرے بعد

ڈاکٹر رمیشا قمر (قمرالنساء) گلبرگہ یونیورسٹی کلبرگی،انڈیا

زندگی میں انسانی رشتوں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے اور یہ ہمارے لیے انمول اور قیمتی ہوتے ہیں۔رشتوں کومضبوطی ،شفقت،احساس اور پرخلوص محبت سے عطا ہوتی ہے۔اوران ہی جذبوں سے یہ تاعمر توانا اور پائیدار رہتے ہیں۔

انسان ایک بچے کی شکل اس دنیا میں آتا ہے ماں باپ کی اولاد ہوتا ہے خونی رشتے ،دوست احباب،رشتہ دار اور دیگر رشتوں سے منسلک ہوجاتا ہے اوران ہی رشتوں میں سب سے اہم رشتہ ایک ازدواجی رشتہ ہے جہاں دوانجان لوگ ایک بندھن میں اس طرح جڑ جاتے ہیں کہ ایک کا نام دوسرے کی پہچان بن جاتا ہے۔ایک ایسی ہی مثالی ازدواجی رشتے کی ڈور میں بندھی کہانی اردو کے مشہور شاعر وادیب حیدرقریشی کی ہے۔جنھوں نے اردو ماہیا کو ایک صنف کا درجہ عطا کر کے خود اس کے موجد کہلائے۔تنقید،تحقیق افسانہ،خاکہ،نظم،غزل اور ماہیا وغیرہ میں اپنی یادگاریں چھوڑی ہیں کئی کتابوں کے مصنف اور مولف ہیں۔دنیائے ادب میں اپنی ایک شناخت بنائی ہے مبارکہ حیدرکو آج کوئی نہیں جانتا اگر وہ حیدرقریشی سے وابستہ نہ ہوتیں۔اگر ہم ان کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو ان کی کئی تحریروں میں ان کا عکس دکھائی دے گا۔اور یہ رشتہ بہت ہی پاکیزہ اور پیارا ہوتا ہے۔زندگی کو محبتوں اور چاہتوں سے یہ رشتہ ہی سجاتا ہے اور ایک نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔شاعری اور نثر میں محبوباؤں اور معشوقاؤں،عشق وعاشقی کا بیان کھلے طور پر ملتا ہے مگر حیدرقریشی کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی کے ہر رشتے کو اپنی تخلیقات میں جگہ دی اور بالخصوص اپنی بیوی پر افسانے،غزلیں اور خاکے بھی لکھے اور یہ سلسلہ ان کے انتقال

کے بعد اور بھی دلچسپ ہوگیا جب انھوں نے مبارکہ حیدر کے انتقال کچھ ہی دن بعد 'حیات مبارکہ حیدر' شائع کردی جو ایک طرح کا خراج عقیدت ہے۔

حیات مبارکہ حیدر صرف مبارکہ حیدر کی زندگی کی کہانی ہی نہیں بلکہ حیدر قریشی کی محبت کی داستان بھی ہے کتاب کا سرورق دیدہ زیب ہے جہاں مبارکہ حیدر کی چار تصویریں ان کی زندگی کے چار ادوار بچپن ،لڑکپن ، جوانی اور بڑھاپے کو درشاتے ہیں ۔ وہیں کتاب کے پشت (بیک سائیڈ کور) پر حیدر قریشی اور مبارکہ حیدر کی بہت ہی خوبصورت تصویر ان کی محبت کا اظہاری ہے تصویر کے نیچے ہی پروفیسر عبدالرب استاد کی تعزیتی نظم ہے جو حیدر قریشی کے دلی جذبات کو سمجھنے اور ان کے دکھ میں شریک ہونے پر مجبور کرتی ہے چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

حیدر کے گھر میں ایک مبارک وجود تھا
ہر سمت جس سے نورِ ولا کا ورود تھا

اپنے ہوں یا کہ غیر، سبھی کے قریب تھا
وہ اک وجود سب کے لیے باسعود تھا

حیدر تو اپنی ذات میں بے مثل ہے مگر
بچھڑے ہوئے وجود میں گویا قیود تھا

نظم کا آخری شعر ان دونوں کی لمبی داستان محسوس ہوتا ہے۔ ۲۷ مئی ۲۰۱۹ء کو یہ ہر دل عزیز شخصیت اس جہان دار فانی سے کوچ کر گئیں ۔اس کے چند روز بعد ہی ۱۶ ، اگست ۲۰۱۹ء کو یہ داستان محبت کتابی شکل میں ایم ایم پبلی کیشن دہلی انڈیا سے شائع ہوئی ۔ کتاب کا پیش لفظ حیدر قریشی نے لکھا ہے اس کتاب کی ایک اور اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ صرف ایک شوہر کی اپنی بیوی سے محبت کی داستان ہونے کے ساتھ ساتھ بچوں نے حیدر قریشی کی تمام تخلیقات میں سے مبارکہ حیدر کو تلاشا اور ان کو ایک جگہ جمع کر کے ''ہماری امی مبارکہ حیدر'' کے نام سے کتاب

شائع کی ۔ جسے بعد میں ''حیات مبارکہ حیدر'' میں من وعن شامل کیا گیا ہے۔

کتاب کے پیش لفظ میں حیدر قریشی اپنی کم عمری کی شادی کے باجود ایک مکمل خوش حال ازدواجی زندگی کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''ہماری شادی کم عمری میں ہوئی ۔کم عمری کی شادی کے مسائل سے ہمارا بھی واسطہ رہا لیکن اس کے باوجود مجموعی طور پر اپنی ازدواجی زندگی کے گزرے ہوئے ۴۸ برسوں کو دیکھتا ہوں ۔ہم نے کچی عمر کے بعض مسائل کے باوجود بھرپور زندگی گزاری ہے ۔ یہ بھرپور زندگی اپنے ثمرات کے لحاظ سے ایسے بہت سارے اعتراضات کو رد کرتی ہے جو کہ کم عمری کی شادی پر عام طور پر کیے جاتے ہیں۔'' (حیات مبارکہ حیدر :از : حیدر قریشی ص ix)

اس کتاب میں پیش لفظ کے بعد تبصرے تاثرات اور مضامین شامل ہیں جس کی ابتداء ڈاکٹر انور سدید کے تاثرات سے ہوئی ہے ان دونوں کے رشتے کے متعلق لکھتے ہیں۔

''ایک مشرقی عورت ہونے کے ناطے مبارکہ بیگم کی بے لوث محبت کے عمل نے حیدر قریشی کو سرشار رکھا اور انھوں نے جب بھی قلم اٹھایا تو موقع اور محل کے مطابق اپنی بیگم کا ذکر سلیقے سے کیا کہ مبارکہ بیگم کا کردار، مثبت خطوط پر ابھرتا چلا گیا اور حیدر قریشی بھی اس الزام کی زد میں نہ آسکے کہ وہ جورو کے غلام ہیں۔'' (حیات مبارکہ حیدر :از : حیدر قریشی ص ۱۱۵)

چند اہم شخصیات کے تاثرات اور تبصروں میں انوکھی محبت (سید نصرت بخاری)،شعیب حیدر کی کتاب (عظیم انصاری)، ہماری امی مبارکہ حیدر ۔۔ایک جائزہ (پروفیسر عبدالرب استاد)،ایک اہم کتاب (نسیم انجم)، ہماری امی مبارکہ حیدر (ڈاکٹر رضینہ خان) ، ہماری امی مبارکہ حیدر ایک جائزہ (ڈاکٹر ریشا قمر)، ہماری امی مبارکہ حیدر (خالد یزدانی)، ہماری امی مبارکہ حیدر (حمیرا حیات)،ایک تاثر ایک احساس (زارا حیدر) کچھ تاثرات (فیصل عظیم) وغیرہ شامل کتاب ہیں۔

اس کتاب میں ان پیغامات کو بھی وفات کی خبر اور تعزیتی پیغامات کے عنوانات سے شامل کیا گیا ہے جن میں تعزیتی کلام ،ای میلز، وہاٹس ایپ اور دوسرے سوشل میڈیا سے جو تعزیتی

اظہار کیا گیا اور جن سے حیدر قریشی کے غم میں شریک ہونے کا موقع ملا ان تمام پیغامات کو بھی کتاب میں جگہ دی گئی۔ جذبات و احساسات کے تحت مبارکہ حیدر کے عزیزوں اور رشتہ داروں کو پیش کیا گیا ہے جن میں صادق باجوہ، عبداللہ جاوید، شہناز خانم عابدی، ڈاکٹر ریاض اکبر، نازیہ خلیل عباسی، خالد یزدانی، راحت نوید، عظمیٰ احمد، کنول تبسم اور نذیر بزمی وغیرہ کے جذبات کا والہانہ انداز ملتا ہے۔

'یادیں ہی یادیں' کے عنوان سے حیدر قریشی کے بچوں کے اپنی والدہ کے لیے محبت آمیز تحریریں شامل کتاب ہیں۔اور دیگر دوست احباب کی بھی۔۔۔مگر ان کے ہر بچے کے اپنی ماں کو لے کر تاثرات، احساسات اور جذبات کا اظہار یہ مختلف اور محبت سے پر ہے۔جن میں درثمین انور، طارق محمود حیدر، رضوانہ کوثر، احمد عبدریہ عباس عبدالمنعم، عثمان حیدر، شعیب حیدر وغیرہ کے مضامین ہیں۔

اس کتاب کی جان دراصل حیدر قریشی کا خاکہ 'پسلی کا ٹیڑھ' کا وہ دوسرا حصہ ہے جو ۲۹ سال کے بعد لکھا گیا ہے جس کا اظہار انھوں نے مبارکہ حیدر سے ۲۹ سال پہلے ہی کیا تھا کہ اس کا دوسرا حصہ یا تو وہ خود لکھیں گی حیدر قریشی کے انتقال کے بعد یا مبارکہ حیدر کی وفات کے بعد خود حیدر قریشی۔۔۔اس خاکے کے ہر تحریر، ہر لفظ، ہر جملے اور ہر سطر سے عزت احترام اور محبت چھلکتی ہے جس میں وفات سے پہلے کے ہر ہر لمحے کو اس خاکہ میں قید کیا گیا ہے خاکہ میں الفاظ نہیں گویا حیدر قریشی نے اپنا دل نکال کر رکھ دیا ہے۔اس خاکے، کے ایک اقتباس سے یہ مضمون کو سمیٹتی ہوں

''دوسرے دن قبر پر دعا کرنے گیا۔دعا کے بعد کچھ دیر وہیں رکا رہا پھر واپسی کے لیے مڑا تو سلطنت کے رکھے ہوئے پھول اپنی جگہ سے سرک کر گرنے کی آواز مجھے بالکل ویسی ہی لگی۔جیسی مبارکہ نے مجھ سے ۲۴ ستمبر ۲۰۰۹ء کو گہری بے ہوشی کی حالت میں کہا تھا ''کتھے چلے او'' میں آواز سن کر فوراً مڑا اور بے ساختگی سے مبارکہ کو مخاطب کر کے کہا۔

ابھی نہ جاؤں؟ اچھا نہیں جاتا، اور پھر قبر کے قریب بیٹھ گیا۔

ایسے سانحہ کے قریب ترین دنوں کی کیفیت کے ساتھ ان سے باتیں کرتا رہا۔اسی دن

شام کو پھر قبرستان گیا۔اپنی چھتری ساتھ رکھے۔بنچ کے ساتھ ٹکائی۔مبارکہ کی قبر پر ان کی مغفرت کی دعا کی۔حالیہ دنوں میں جرمنی میں بہت زیادہ گرمی پڑ رہی ہے قبر کو دیکھا تو شدید گرمی کے اثرات محسوس ہوئے۔قریب ہی پانی کی فراہمی کا با قاعدہ انتظام موجود تھا سوچا پانی بھر کر لاتا ہوں اور قبر پر مناسب چھڑکاؤ کرتا ہوں۔جیسے ہی پانی لینے کے لیے جانے لگا۔بینچ سے ٹکی ہوئی میری چھتری نیچے گر گئی۔میں نے نمناک مسکراہٹ کے ساتھ مڑ کر دیکھا اور جیسے ہم معمول کے مطابق ایک دوسرے سے بات کیا کرتے تھے ویسے ہی کہا۔ابھی ادھر ہی ہوں۔کہیں نہیں جا رہا۔پانی لاتا ہوں تا کہ قبر پر چھڑکاؤ کر دوں۔۔۔۔۔۔۔

پھولوں کا اپنی جگہ سے سرک کر گرنا، چھتری کا بینچ سے گر جانا اگر یہ اتفاق تھے تو تب بھی غم کی خاص کیفیت میں عین ایسی صورت حال میں ایسے اتفاق ہو جانا اچھے لگتے ہیں۔لیکن اگر سچ مچ مبارکہ کی روح تھی تو مجھے مزید کچھ دیر کے لئے روک رہی تھی (اور مجھے لگتا ہے کہ ایسا ہی تھا) تو یہ احساس بھی ایک روحانی طمانیت کا موجب بنتا ہے۔'' (حیات مبارکہ حیدر ص ۲۲۹)

▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪

حیاتِ مبارکہ حیدر......ایک تاثر

محمود اختر خان (کراچی)

یہ بات تشت از بام ہے کہ شاعر ہو یا ادیب، حسّاس طبع کا مالک ہوتا ہے۔اپنی اسی خصوصیت کو محور بنا کر اپنی فکرِ حمیدہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی تخلیقات کو الفاظ کا جامہ پہنا کر اپنے تخیلات کا اظہار کرتا ہے۔پھر وہ حسّاسیت کی اُس انتہا تک جانے کی کوشش کرتا ہے کہ جہاں معاشرے کے ہر کرب کو محسوس کرے، اس سے حاصل ہونے والے احساسات کا اظہار ہی نہ کرے بلکہ مداوا بھی پیش کرے۔اچھا تخلیق کار وہ تصور کیا جاتا ہے جس کی فکر اپنے گردو پیش کا بھی بھرپور جائزہ لے سکے۔اگر ہم جناب حیدر قریشی کی مرتب و مدون کردہ کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' کا بہ نظرِ غائر مطالعہ کریں تو ہمیں حیدر قریشی کی کاوشات کے ذریعے مبارکہ کی ازدواجی زندگی، اُن کے اخلاق و کردار اور اپنے بچوں کے ساتھ سلوک سے آگاہی ملتی ہے۔حیدر قریشی کی کاوشات اشعار کی صورت میں ہوں یا نثر کا روپ دھارے ہوئے ہوں، وہ بھی سامنے آتی ہیں۔اُنھوں نے اپنی شریکِ سفر محترمہ مبارکہ بیگم کے سلیقۂ زیست کو اس خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے کہ ہر دَور کی رفاقت نے انھیں عظیم سے عظیم تر بنا دیا ہے۔

حیدر قریشی سے مبارکہ کی شادی کم عمری میں ہوئی اور کم عمری کی شادی میں کچھ مسائل بھی سر اُٹھاتے ہیں۔یہاں مَیں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ مشرقی عورت کی تربیت جن خطوط پر ہوتی ہے شوہر اس کے لیے مجازی خدا کا درجہ رکھتا ہے۔اس کے سامنے کم عمری کوئی اہمیت نہیں رکھتی، اللہ رب العزت،

حضورِ اکرم ﷺ اور قرآن مجید کا فرمان اس کے لیے اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔یہ کم عمری اور مشرقی تہذیب کا فیض ہے کہ حیدر قریشی اس بات کے معترف ہیں کہ ''مبارکہ نے میری زندگی کے تنگ دستی اور مشکلات کے طویل دَور کو خوش دلی کے ساتھ نہ صرف برداشت کیا بلکہ ہر قدم پر خندہ پیشانی سے میرا ساتھ دیا۔کبھی مَیں حالات کے سامنے تھک کے بیٹھ جاتا تھا تو وہ میری ہمت بڑھاتی تھیں بلکہ میری طاقت بن جاتی تھیں۔میرے مکان کو اُنھوں نے اپنے حسنِ انتظام و اہتمام و انصرام سے گھر بنائے رکھا اور جنت مثل سجائے رکھا۔''

حیدر قریشی کی اس سوچ نے ان کی ازدواجی زندگی کے ۴۸ سال خوش گوار بنا دیے۔دوسری طرف ماں کی گود بچوں کے لیے پہلی تربیت گاہ ثابت ہوتی ہے۔پرورش کا پہلا گہوارہ ماں کی گود ہی کہلاتی ہے جس کا ثبوت شعیب حیدر کی مرتب کردہ کتاب ''ہماری امی جان مبارکہ بیگم'' ہے (جو پانچوں بچوں شعیب حیدر، عثمان حیدر، طارق محمود حیدر، درِثمین انور اور رضوانہ کوثر کی مشترکہ کاوش ہے۔)، اس میں اصلاحی اور قابلِ تقلید پہلو نسلِ نو کے لیے پیغام ہے کہ یہ کتاب اس وقت لکھی گئی جب وہ بقیدِ حیات تھیں یعنی ان کی زندگی میں، ان کی آنکھوں کے سامنے مرتب کی گئی۔یہ عمل کسی مُردہ پرست قوم کے لیبل کو دُور کرنے میں معاون ثابت ہوا ہے۔

کتاب ''ہماری امی جان مبارکہ حیدر'' میں اُن کے تمام بچوں کی کاوشات، یادیں اور محبتیں شامل ہیں۔

حیدر قریشی کی مبارکہ کی نسبت سے جو داستانیں ہیں اُن میں اظہارِ محبت کی کہانی بھی ہے اور جذبۂ خلوص کی روانی بھی۔اعترافِ سلیقہ شعاری بھی ہے اور ایثار و استقلال اور حوصلہ مندی کے تذکرے بھی۔اُن کی جانب سے برملا اظہار ہے کہ اُن کی شخصیت کے نکھار میں، اُن کی تحریروں کی چاشنی میں اور مشکل حالات سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ دینے، دکھ درد میں شریک ہونے کا پاس انھیں مبارکہ ہی سے ملا ہے۔

بالفاظِ دیگر حیدر قریشی یہ کہتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں کہ ان کی کامیابیوں کے پیچھے بھی ایک عورت یعنی ''مبارکہ'' کا ہاتھ ہے۔حیدر قریشی کی اکثر تحریروں اور تخلیقات میں اُن کی شریکِ حیات کا بھرپور ذکر ملتا ہے جسے شعیب حیدر نے ہائی لائٹ کیا ہے اور اپنی امی کی بے پناہ صلاحیتوں کا

اعتراف بھی کیا ہے۔شعیب حیدر کا یہ کارنامہ قابلِ تحسین ہے کہ اُنھوں نے اپنی امی کی زندگی میں اُنھیں صلہ وستائش سے نوازا جو اُن کا حق تھا۔

حیدر قریشی حساس ہونے کے ساتھ ساتھ ضمیر کی آواز سننے کی نہ صرف صلاحیت رکھتے ہیں بلکہ اس کے اظہار میں بھی انھوں نے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ایک باہمت انسان کی طرح ہر کرب سے گزرے ہیں اور جن کیفیات کو اور جس طرح اُنھوں نے قلم بند کیا ہے،ان کے حوصلے کو داد دینا پڑتی ہے۔خود دل کے مریض ''مبارکہ'' بسترِ مرگ پر،ایک ایک واردات کو تسلسل اور جُزئیات کے ساتھ بیان کرنا بڑے جگرے کا کام ہے۔

کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' میں ڈاکٹر انور سدید،سیّد نصرت بخاری،عظیم انصاری،نسیم انجم،ڈاکٹر قمر النسا،خالد یزدانی،حمیرا حیات،فیصل عظیم،شاہد ماہلی،طاہر عدیم،عبداللہ جاوید،شہناز خانم عابدی اور ڈاکٹر ریاض اکبر جیسے معروف اہلِ قلم کی آراء شامل ہیں۔

حیدر قریشی کے ذہن میں تخلیق کا گونجتا شور اس طرح صفحۂ قرطاس پر منتقل ہوتا رہا ہے:

ہم نے ترے غم میں کوئی مالا نہیں پہنی
سینہ ہی دکتے ہوئے زخموں کی لڑی ہے

☆

نہیں،ہم نہیں روئے تھے
چاند کی کرنوں میں
کچھ موتی پروئے تھے

☆

پھول تھا وہ تو مَیں خوشبو بن کے اُس میں جذب تھا
وہ بنا خوشبو تو مَیں بادِ صبا ہوتا گیا

▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪

''حیاتِ مبارکہ حیدر''۔۔۔ایک تاثر

اسحاق ساجد (جرمنی)

جناب حیدر قریشی کی کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' ادبی حلقوں میں کافی شہرت پا چکی ہے۔بعض اہلِ ذوق کا کہنا ہے کہ حیدر قریشی صاحب کے نزدیک زندگی میں تو محبت کی جاتی ہے لیکن وہ مرنے کے بعد بھی محبت کے قائل ہیں اور ان کی کتاب ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' اسی حقیقت کا اظہار ہے۔اس کی ایک اور مثال مبارکہ حیدر صاحبہ مرحومہ کی قبر پر جو کتبہ ہے وہ کسی ایک کا نہیں بلکہ دو انسانوں کا ہے۔آدھے کتبے پر مبارکہ حیدر صاحبہ کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات درج ہے جبکہ دوسرے آدھے کتبے پر حیدر قریشی کی تاریخ وفات چھوڑ کر باقی سب کچھ درج ہے۔میرے نزدیک اس سے بڑی محبت کم از کم میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔''حیاتِ مبارکہ حیدر'' چھپتے ہی مجھے مل گئی تھی۔یہ ایک عظیم ہستی پر لکھے گئے تاثرات تھے۔کئی صفحات کو پڑھتے پڑھتے آنکھیں بھیگ بھیگ جاتی تھیں اور ہمت نہ رہتی کہ مزید آگے پڑھا جا سکے۔''حیاتِ مبارکہ حیدر'' پڑھنے کے بعد میں کہہ سکتا ہوں کہ حیدر قریشی صاحب عہدِ جدید کے ایک منفرد لکھاری بن کر سامنے آئے ہیں۔کتاب میں جگہ جگہ کرب کے سائے نظر آتے ہیں،دکھ ہی دکھ محسوس ہوتا ہے۔

میں بڑے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر حیدر قریشی صاحب کی یہ کتاب ہی کوئی پڑھ لے تو حیدر قریشی صاحب کو داد دیئے بغیر نہ رہے گا۔اس کتاب کے ساتھ حیدر قریشی ہمیشہ زندہ رہیں گے۔اور یہ وہ خوبی ہے جو ہر شاعر اور ادیب کے حصہ میں نہیں آتی۔حیدر قریشی صاحب نے ''حیاتِ مبارکہ حیدر'' لکھ کر اس کے اندر کے مضامین کو پردے میں نہیں رکھا بلکہ سادگی کی نئی مثال قائم کی ہے کہ کوئی بھی کتاب کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔بعض لکھاری گھریلو باتیں بے ترتیب جملوں میں ڈھالتے ہیں لیکن حیدر قریشی نے یہاں بھی ایمانداری سے کام لیا ہے اور ہر رشتہ ایسے دکھا دیا جیسے شیشے میں عکس نظر آتا ہو۔جنابِ حیدر قریشی کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کی دعا۔۔۔آمین۔

▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪▪

وَتُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الخَيرُ ط

(آل عمران:۲۷)

حیدرقریشی سے متعلق اب تک ہونے والا یونیورسٹی سطح کا تحقیقی کام

۱۔حیدرقریشی شخصیت اورفن ۔۔۔منزہ یاسمین (**ایم اے اردو کا تحقیقی مقالہ** سال ۲۰۰۲۔۲۰۰۰ء)

(اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پاکستان)

۲۔حیدرقریشی شخصیت اورادبی جہتیں ۔۔۔ڈاکٹرعبدالرب استاد (تحقیقی مقالہ برائے **پی ایچ ڈی** ۲۰۱۳ء)

(گلبرگہ یونیورسٹی گلبرگہ، کرناٹک، انڈیا)

۳۔حیدرقریشی۔حیات وخدمات انجم آراء (**ایم فل کا مقالہ** سال ۲۰۱۳ء)

(کلکتہ یونیورسٹی، کولکاتا، انڈیا)

۴۔حیدرقریشی کی ادبی خدمات ۔۔۔عامرسہیل (تحقیقی مقالہ برائے ایم فل اُردو، ۲۰۱۴ء)

(ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ، پاکستان)

۵۔حیدرقریشی کی شاعری کا مطالعہ۔۔۔ہردے بھانو پرتاپ (**ایم فل کا مقالہ**، سال ۲۰۱۴ء)

(جواہرلال نہرو یونیورسٹی، دہلی۔انڈیا)

۶۔حیدرقریشی کی افسانہ نگاری کا مطالعہ۔۔۔رضینہ خان (**ایم فل کا مقالہ** سال ۲۰۱۴ء)

(جواہرلال نہرو یونیورسٹی، دہلی۔انڈیا)

۷۔حیدرقریشی کی شاعری کی روشنی میں بیرونی ممالک کی اردوشاعری۔''تنقیدی مطالعہ اورترجمہ''

شعر المهجر عند حيدر قريشى "دراسة تحليلية نقدية مع الترجمة"

احمد عبدربہ عباس عبدالمنعم (ایم اے کا مقالہ سال ۲۰۱۵ء)۔ازہر یونیورسٹی۔قاہرہ، مصر

یہ مقالہ عربی میں لکھا گیا ہے اوراس کے لیے حیدرقریشی کے چارشعری مجموعوں کا عربی ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

۸۔مجلّہ ''جدیدادب'' کی ادبی خدمات'' از کنول تبسم (**ایم فل کا مقالہ**۔سال ۲۰۱۸ء)

وفاقی اردو یونیورسٹی۔اسلام آباد

۹۔رسالہ ''جدیدادب'' کی ادبی خدمات۔تحقیقی وتنقیدی مطالعہ ازمحمد شعیب

ہزارہ یونیورسٹی۔مانسہرہ۔ (ایم فل کا مقالہ۔۲۰۱۸ء)

۱۰۔جدیدادب میں شائع ہونے والے مباحث۔۔۔شازیہ حمیرہ **ایم اے اردو کا تحقیقی مقالہ**

سال ۲۰۰۹۔۔۔۲۰۰۷ء۔اسلامیہ یونیورسٹی بھاولپور،

۱۱۔حیدرقریشی بہ حیثیت محقق ونقاد۔۔۔صغریٰ بیگم **ایم فل کا تحقیقی مقالہ**

سال ۲۰۱۶،۔۔وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد

■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■

یونیورسٹی مقالات میں حیدرقریشی کا جزوی مگراہم ذکر

۱۔اردو میں ماہیا نگاری از ڈاکٹرصبیحہ خورشید

سال ۲۰۰۹ء۔ناگپور یونیورسٹی، ناگپور، انڈیا سے **پی ایچ ڈی کا مقالہ**

۲۔رحیم یارخان کے جدید شعراء کا تصورِ محبوب ازفرزانہ یاسمین

سال ۲۰۱۷ء۔نیشنل کالج آف بزنس، ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس لاہور، **ایم فل کا مقالہ**

نیشنل کالج آف بزنس، ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس لاہور

۳۔''ضلع رحیم یارخان کے شعراء گوہرملسیانی، منورنقوی، حیدرقریشی کا خصوصی مطالعہ'' ازمحمد بلال قادر

ایم فل کا مقالہ۔نیشنل کالج آف بزنس، ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس لاہور

۴۔''خان پور میں اُردوغزل کی روایت کا تجزیاتی مطالعہ'' از نذیر بزمی

ایم فل کا مقالہ۔نیشنل کالج آف بزنس، ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس لاہور

۵۔اُردو میں میراجی شناسی کی روایت کا تجزیاتی مطالعہ ازساجدہ پروین **پی ایچ ڈی کا مقالہ**

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔اسلام آباد۔سال ۲۰۱۴ء

۶۔''لالۂ صحرا''۔۔۔''ادب جہاں''۔۔۔''جدیدادب'' کی ادبی خدمات از ثنا اظہر

ایم فل کا مقالہ۔نیشنل کالج آف بزنس، ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس لاہور

■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■

ادبی اعتراف

حیدر قریشی کے بارے میں لکھی گئی اور مرتب کی گئی کتابیں

۱۔حیدر قریشی فکر و فن مصنف:محمد وسیم انجم
(مطبوعہ۱۹۹۹ء) ناشر:انجم پبلشرز،کمال آباد نمبر۳،راولپنڈی۔پاکستان
۲۔حیدر قریشی فن اور شخصیت
مرتبین: نذیر فتح پوری اور سنجئے گوڑ بولے (مطبوعہ۲۰۰۲ء)
ناشر:اسباق پبلی کیشنز۔پُونہ،انڈیا
۳۔حیدر قریشی کی ادبی خدمات
مرتب:ڈاکٹر نذر خلیق (مطبوعہ۲۰۰۳ء) ناشر:میاں محمد بخش پبلشرز،خانپور،پاکستان
۴۔حیدر قریشی شخصیت اور فن۔۔۔منزہ یاسمین کا تحقیقی مقالہ کتابی صورت میں۔
اسلامیہ یونیورسٹی بھاولپور سے ایم اے اردو کا تحقیقی مقالہ۔سال ۲۰۰۲۔۲۰۰۰ء
ناشر:میاں محمد بخش پبلشرز۔خانپور۔پاکستان
۵۔حیدر قریشی سے لیے گئے انٹرویوز
مرتب:سعید شباب (مطبوعہ۲۰۰۴ء) ناشر:نظامیہ آرٹ اکیڈمی۔ایمسٹرڈیم۔ہالینڈ
۶۔ادبی کتابی سلسلہ عکاس حیدر قریشی نمبر۔۔۔مدیر و مرتب:ارشد خالد
ناشر:عکاس پبلی کیشنز،اسلام آباد(کتاب نمبر۴۔مطبوعہ اکتوبر ۲۰۰۵)
۷۔حیدر قریشی کی شاعری مرتب:ہردے بھانو پرتاپ
ناشر:ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس۔دہلی۔(مطبوعہ۲۰۱۳ء)
۸۔حیدر قریشی شخص و عکس مدیر و مرتب:ارشد خالد
ناشر:عکاس انٹرنیشنل اسلام آباد(۲۰۱۴)
۹۔حیدر قریشی کا ادبی سفر عامر سہیل کا ایم فل کا تحقیقی مقالہ کتابی صورت میں
ناشر: سقراط بکس۔ایبٹ آباد۔۲۰۱۵ء

حیدر قریشی پر ترتیب دیئے گئے گوشے اور مطالعۂ خصوصی

۱۔گوشۂ حیدر قریشی مطبوعہ ماہنامہ''اسباق''پونہ شمارہ:فروری تا اپریل ۱۹۹۳ء۔ایڈیٹر:نذیر فتح پوری
۲۔حیدر قریشی(بطور افسانہ نگار) مطبوعہ ماہنامہ''شاعر''بمبئی۔
شمارہ مئی تا دسمبر ۱۹۹۷ء۔ہم عصر اردو ادب نمبر۔۔۔ ایڈیٹر : افتخار امام صدیقی
۳۔اشاعتِ خصوصی''دنیائے ادب کا درخشاں ستارہ۔حیدر قریشی''ہفت روزہ ہوٹل ٹائمز اسلام آباد ۲۲ مئی تا ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء۔ مرتبین:اختر رضا کیکوٹی و محمد وسیم انجم
۴۔گوشۂ حیدر قریشی مطبوعہ سہ ماہی''ادب عالیہ''وہاڑی۔شمارہ مارچ ۲۰۰۲ء۔ایڈیٹرز:ریاض ہانس
۵۔خصوصی مطالعہ''مہرِ امروز''مطبوعہ ماہنامہ کائنات شمارہ مئی ۲۰۰۴ء
(urdudost.com) ایڈیٹر:خورشید اقبال
۶۔گوشۂ حیدر قریشی مطبوعہ ماہنامہ شاعر بمبئی شمارہ نومبر ۲۰۰۴ء ۔ایڈیٹر:افتخار امام صدیقی
۷۔خصوصی مطالعہ سہ ماہی ادب ساز دہلی(تقریباً ۵۰ صفحات میگزین سائز پر مشتمل)
شمارہ:۶،۷،جنوری تا جون ۲۰۰۸ء،ایڈیٹر:نصرت ظہیر
۸۔خصوصی مطالعہ''عمرِ لاحاصل کا حاصل''
مطبوعہ ادبی کتابی سلسلہ عکاس انٹرنیشنل اسلام آباد(کتاب نمبر۱۰) مدیر:ارشد خالد
۹۔گوشہ بحیثیت محقق و نقاد،مطبوعہ،ادبی کتابی سلسلہ عکاس انٹرنیشنل اسلام آباد(کتاب نمبر۱۱،مئی ۲۰۱۰ء)
مدیر:ارشد خالد
۱۰۔مطالعۂ خاص۔ایک کتاب:''عمرِ لاحاصل کا حاصل''۔
مطبوعہ ادبی کتابی سلسلہ عکاس انٹرنیشنل اسلام آباد۔کتاب نمبر۱۳۔مارچ ۲۰۱۱ء۔مدیر و مرتب:ارشد خالد
۱۱۔ایک گوشہ حیدر قریشی کے لیے۔دو صفحات پر مشتمل۔ روزنامہ پیغام دہلی شمارہ:۱۰ مئی ۲۰۱۴ء،
ایڈیٹر:مطیع الرحمٰن عزیز
۱۲۔''ایک گوشہ حیدر قریشی کی تحقیق و تنقید نگاری کے لیے''۔
مطبوعہ عکاس انٹرنیشنل،اسلام آباد،کتاب نمبر۲۸۔اپریل ۲۰۱۸ء۔مدیر و مرتب:ارشد خالد

انٹرنیٹ پرحیدرقریشی کی تمام کتابوں کی پی ڈی ایف فائلز

خود سے پہلے

ابا جی اور امی جی۔۔۔۔۔حیاتِ مبارکہ حیدر۔۔۔۔۔مبارکہ محل

شعری مجموعے

سلگتے خواب،۔۔عمرِ گریزاں،۔۔محبت کے پھول،۔۔دعائے دل،۔۔دردسمندر،۔۔زندگی،

نثری مجموعے

روشنی کی بشارت،۔۔۔قصے کہانیاں،(افسانے)۔۔۔میری محبتیں (خاکے)

کھٹی میٹھی یادیں،۔۔۔قربتیں، فاصلے(انشائیے)۔۔۔ سوئے حجاز(سفرنامہ)

تحقیق و تنقید

حاصلِ مطالعہ،۔۔تاثرات،۔۔مضامین اور تبصرے،۔۔مضامین ومباحث

ستیہ پال آنند کی بودنی، نابودنی،۔۔ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اور مابعد جدیدیت،

وزیر آغا عہد ساز شخصیت،

ماہیا کے حوالے سے تحقیق و تنقید

اردو میں ماہیا نگاری،۔۔۔اردو ماہیے کی تحریک،

اردو ماہیے کے بانی ہمت رائے شرما،۔۔۔اردو ماہیا،۔۔۔ ماہیے کے مباحث،

حالاتِ حاضرہ

منظر اور پس منظر،۔۔۔خبرنامہ،۔۔۔اِدھراُدھر سے،۔۔۔چھوٹی سی دنیا،

حیدرقریشی کی مذکورہ بالا تمام کتابیں، الگ الگ کتاب کی صورت میں اس لنک پر دستیاب ہیں

http://my27books.blogspot.de/

....

انٹرنیٹ پر حیدرقریشی کی کتابوں کی پیش کش کا ایک اور انداز

چھ شعری مجموعے ایک جلد میں

''قفس کے اندر''

۱۵۲ صفحات کے عوامی ایڈیشن اور ۶۱۸ صفحات کے انٹرنیٹ ایڈیشن دونوں ساتھ ساتھ

افسانوں، خاکوں، یادوں، انشائیوں اور سفرناموں پر مشتمل چھ نثری مجموعے ایک جلد میں

''خواب کے اندر خواب''

اردو ماہیے کی تحقیق وتنقید پر مشتمل پانچ کتابیں ایک جلد میں

''اردو ماہیا تحقیق وتنقید''

علمی وادبی موضوعات پر چھ تنقیدی مجموعے ایک جلد میں

''ہمارا ادبی منظرنامہ''

پانچ شعری اور چھ نثری مجموعوں پر مشتمل میگزین سائز کتاب

''عمرِ لاحاصل کا حاصل''

مذکورہ بالا کلیات کی صورت میں حیدرقریشی کی کتابیں اس لنک سے لے سکتے ہیں۔

http://kuliat-library.blogspot.de/

حیدرقریشی کے فن کے حوالے سے مرتب کی گئی اور لکھی گئی کتابیں

اخبار وادبی رسائل کے نمبر اور گوشے اور یونیورسٹیوں کے دستیاب تحقیقی مقالات اس لنک پر

http://work-on-haiderqureshi.blogspot.de/

....